عرش سے افضل

مرقدِ پاکِ
مصطفٰے علیہ التحیۃ والثناء
کی افضلیت پر بےمثال تحقیق، علماءِ اُمت
اور محققینِ مذہب کے مسلک پر ایک عظیم دستاویز، ابن تیمیہ
کے افکار کی تردید، اکابرینِ علماءِ دیوبند کے مسلک کا بیان۔

تالیف

ابوزہرہ
رضوی

ناشر: رضا ریسرچ اینڈ پبلشنگ بورڈ مانچسٹر برطانیہ

فہرست

رضا ریسرچ اینڈ پبلشنگ بورڈ کے قیام کا مقصد

برطانیہ میں کثیر تعداد میں مسلمان آباد ہیں جنہوں نے معاشی اور دنیاوی تقاضوں اور ضرورتوں کو پورا کرنے کے ساتھ ساتھ دین کے ساتھ رابطہ بھی استوار رکھا ہے۔ سینکڑوں کے حساب سے عالی شان مساجد تعمیر کیں، مدارس قائم کئے، دیگر مذہبی مشغولیات میں بھی بڑے جوش و خروش سے حصہ لیتے ہیں۔ جلسے جلوس کا بھی عام بلکہ کچھ زیادہ چلن ہے۔ لیکن جیسا کہ کم و بیش ہر جگہ اہلسنت کی کمزوری رہی ہے، تصنیف و تالیف کے سلسلے میں یہاں بھی کوئی قابلِ قدر کام نہیں ہوا۔ غیروں نے نشر و اشاعت کا میدان سنبھالا، مکتبے قائم کئے، انگریزی لٹریچر کا ذخیرہ کر کے رکھ دیا مگر برطانیہ کے ترقی یافتہ ماحول میں بھی اہلسنت نے اپنی دیرینہ اور پرانی روش سے ہٹ کر کوئی ایسا قدم نہیں اٹھایا جس کا کہ خاطر خواہ فائدہ ہوتا۔ انفرادی طور پر کچھ کام ضرور ہوا ہے۔ اشاعتی پہلو سے رضا اکیڈمی سٹاکپورٹ نے کام شروع کیا ہے لیکن ضرورت ہے اس کام کو آگے بڑھانے کی۔ اسی ضرورت کا احساس کرتے ہوئے میں نے علماء کرام اور اپنے احباب سے بات چیت کی اور مزید لوگوں سے رابطے کئے، کام کی اہمیت کا احساس دلایا، جس سے تحریک پیدا ہوئی، پھر متفقہ طور پر یہ طے پایا کہ اسلام کی ترویج و اشاعت کیلئے اور خصوصاً مذہب حق اہلِ سنت اور مسلکِ اعلیٰحضرت فاضل بریلوی کو جدید طریقوں سے عام کرنے کیلئے لکھنے والوں کا ایک پلیٹ فارم بنایا جائے تاکہ لکھنے والے جو کچھ لکھیں اس پلیٹ فارم اور مرکز سے اس کی بھرپور اشاعت کی جا سکے اور اشاعتی کاموں کو آگے بڑھانے کیلئے اصحاب خیر و ثروت کی ایک مجلس قائم کی جائے جو

اِس سلسلے میں بھرپور معاونت کرے۔ اِس طرح رضا ریسرچ اینڈ پبلشنگ بورڈ کا قیام عمل میں آیا اور اوّلین مرحلے ہی میں یہ بورڈ لکھنے والوں اور اشاعت کرنے والوں کی ایک مضبوط ٹیم کیساتھ سامنے آیا۔ مجھے خدا کے کرم سے قوی اُمید ہے کہ یہ قافلہ بڑھتا ہی جائے گا، یہاں تک کہ یہ اہلسنت کے ایک محاذ کی شکل اختیار کرلے گا۔

مَیں اکیلا ہی چلا تھا جانبِ منزل مگر   لوگ ساتھ آتے گئے اور کارواں بنتا گیا

بورڈ کی سرپرستی اور رہنمائی کے لئے مفکرِ اسلام خطیبِ اعظم لسان العصر قمر الملّت حضرت علامہ قمرُ الزّماں صاحب اعظمی مدظلہ العالی مرکزی سکریٹری جنرل دی ورلڈ اسلامک مشن کی خدمت میں عرض کیا۔ حضرت علامہ نے ازراہِ شفقت میری اِس درخواست کو شرفِ قبول بخشا۔ انشاء اللہ حضرت کی سرپرستی اور رہنمائی ہی بورڈ کی ترقّی کی کافی ضمانت ہوگی۔

آپ کے ہاتھوں میں یہ مختصر سی کتاب اس کام کا آغاز ہے۔ انشاء اللہ اس کے بعد اِس سلسلے کو تیز تر کر دیا جائے گا اور جلد ہی دیگر مسودات کو بھی زیورِ طبع سے آراستہ کیا جائے گا۔

یہ ہیں اسماءِ گرامی اُن رفقاء اور معاونین کے جو رضا بورڈ کے مستقل ممبر ہیں، اور جن کے تعاون اور سہارے ہی سے یہ بورڈ وجود میں آیا اور انشاء اللہ انہی کے تعاون سے یہ ترقیوں کی سیڑھیاں چڑھتا جائے گا۔

سرپرستِ اعلیٰ

مفکرِ اسلام خطیبِ اعظم لسان العصر حضرت **علامہ قمر الزّماں اعظمی** مرکزی سکریٹری جنرل ورلڈ اسلامک مشن، مدیرِ اعلیٰ ماہنامہ "حجاز" لندن، خطیب مرکزی جامع مسجد مانچسٹر، بانی وسرپرست جامعہ اسلامیہ روناہی فیض آباد

رُفقاء و مُعاونین

مولانا حافظ قاری محمد میاں مالیگ برمنگھم

مولانا نیاز احمد مصطفوی		برمنگھم
مولانا قاری حافظ خادم حسین چشتی		اولڈھم
حاجی صوفی برکت علی صاحب		سمیدوک برمنگھم
حاجی محمد برکت صاحب		سمیدوک
محمد بشارت صاحب		سمیدوک
محمد رفیق صاحب آنریری مجسٹریٹ		سمیدوک برمنگھم
حافظ اقبال احمد (حافظ کنسٹرکشن کمپنی)		مانچسٹر
الطاف احمد		مانچسٹر
حاجی محمد ایوب صاحب نقشبندی		اولڈھم
فاروق خان صاحب		اولڈھم
سردار منیر خان صاحب		اولڈھم
محمد یونس صاحب		اولڈھم
اشفاق احمد صاحب		اولڈھم
الہ دتہ صاحب		ویسٹ بروم وچ
ابو زہرہ رضوی		اولڈھم
اشفاق احمد وارثی (وارثی اسٹیٹ ایجنٹ)		اولڈھم

فقط **ابو زہرہ رضوی**

رفیق و معاون رضا ریسرچ اینڈ پبلشنگ بورڈ مانچسٹر برطانیہ
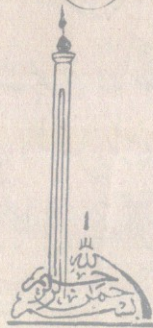
عرش سے افضل

ہر چیز کے لئے ایک معیار ہوتا ہے جس پر اُسے جانچا اور پرکھا جاتا ہے۔ خیر و عظمت کا معیار ہے محبوبِ ربّ العالمین جناب محمّد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے تعلّق اور قُرب، جس شے کو آپ کی ذاتِ اقدس سے جتنا قُرب اور تعلّق ہوگا اُسی نسبت سے اُس میں خیر و عظمت، شرف و بلندی آتی جائے گی۔ جو کتاب آپ پر اُتری سب سے بہترین اور جامع کتاب ٹھہری، جس شہرِ پاک میں آپ جلوہ گر ہوئے اُسے خیر البلاد کا لقب مِلا، جس دن اور جس ساعت میں آپ کی تشریف آوری ہُوئی وہ دِن اور ساعت سب سے بڑھ کر ٹھہرے، جس امّت کی طرف آپ کی بعثت ہُوئی وہ خیر الاُمم کہلائی، یہاں تک کہ جس جگہ اور مکان میں

آپ کی ولادتِ باسعادت ہوئی وہ جگہ اور مکان کعبہ شریف کے بعد مکہ مکرّمہ میں سب سے افضل مکان مانا گیا، جن راہوں سے آپ گذرے خداوندِ ذوالجلال نے اُن کی قسم یاد فرمائی۔ الغرض، جن جن چیزوں کو آپ سے نسبت اور تعلّق ہوگیا وہ عزّت وکرامت کے آسمان پر پہنچ گئیں۔

بعض عظیم و رفیع چیزیں ایسی ہوتی ہیں کہ اُن کو کوئی مقام و مرتبہ بالذّات حاصل ہُوا کرتا ہے، کسی خارجی امر کا اُس سے کوئی تعلّق نہیں ہوتا مثلاً حجرِ اَسود کی حُرمت اور بیت اللہ شریف کی عظمت کہ حجرِ اَسود کو عزّت و حُرمت اور بیت اللہ شریف کو شرف و عظمت بالذّات حاصل ہے، ان کو یہ مقام و مرتبہ ملنے میں پہلے سے کسی امر کا یا خارجی سبب کا کوئی عمل دخل نہیں، مگر بعض باعظمت چیزیں ایسی ہوتی ہیں کہ ان کو عزّ و شرف خارج سے ملتا ہے اور کسی نسبت یا تعلّق کی بنیاد پر انھیں مرتبۂ عظیم مِلا ہُوا ہوتا ہے، مثلاً رمضان المبارک، ذی الحجّہ اور محرّم الحرام کے مہینوں کی حُرمت، ماءِ زمزم کی برکت، صفا و مروہ کا مقام و مرتبہ، عرفات کا رُتبہ، دیگر شعائر اللہ کی حرمت و عظمت، شب قدر کی عزّت و کرامت، جمعہ کے دن کی بزرگی وغیرہ وغیرہ۔ موخرالذکر قسم کی چیزیں چاہے زمان سے متعلّق ہوں یا مکان سے یعنی کوئی خاص دن اور وقت ہو یا کوئی خاص جگہ اور مکان، جو بھی رتبہ

آیا اور جو بھی عظمت ملی کسی خاص نسبت اور تعلّق کی بنیاد پر ملی یا کسی خارجی امر اور دخل کی بنا پر ملی۔

★ مشہور مفسّر علّامہ آلوسی سورۂ دخان کی ابتدائی آیت انا انزلناہ فی لیلۃ مبارکۃ کی تفسیر میں لکھتے ہیں :۔

ان الامکنۃ والازمنۃ کلھا متساویۃ فی حد ذاتھا لا یفضل بعضھا بعضاً الا بما یقع فیھا من الاعمال ونحوھا (صـ ۱۱۲ روح المعانی ج ۲۵)

بیشک تمام زمان ومکان فی حد ذاتہٖ برابر ہیں۔ بعض زمان کو بعض زمان پر اور مکان کو کسی مکان پر کوئی فضیلت اور بڑائی حاصل نہیں مگر یہ کہ اس میں کوئی خاص عمل واقع ہو یا کوئی اور بات ہو جس سے اس کی عظمت بڑھ جائے گی۔

★ شیخ الاسلام عزالدّین بن عبدالسّلام فرماتے ہیں :۔

ان الاماکن والازمان کلھا متساویۃ ویفضلان بما یقع فیھما من الاعمال۔ (صـ ۴۱۹ فتح الملھم ج ۳)

تمام اماکن وازمان مساوی اور برابر ہیں لیکن کسی عمل (یا نسبت وتعلّق) کی وجہ سے جو اس میں واقع ہو فضیلت آجایا کرتی ہے۔

★ مشکوٰۃ شریف باب الظلم فصل اوّل میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث جس میں حضور سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ "قومِ ثمود کے علاقے سے جلدی جلدی نکل جاؤ ایسا نہ ہو کہ

اِس علاقے کی نحوست اور خرابی تمہیں بھی پہنچ جائے"۔ کی شرح میں، حضرت ملّا علی قاری فرماتے ہیں :-

ان الاماکن لھا تاثیر من عند اللہ تعالیٰ بالنسبة الیٰ سکانھا محنة و منحة کما فی الازمنة من موسم الطاعات وساعات الاجابة	ہر جگہ میں اور مکان میں اس کے مکین کی بالنسبت اللہ کی طرف سے تاثیر رکھی جاتی ہے۔ کبھی کسبی طور پر، کبھی وہبی طور پر، اسی طرح اوقات وساعات میں بھی اطاعت و اجابت کے مطابق تاثیر رکھی جاتی ہے۔
(ص۳۲ مرقاۃ المفاتیح جلد ۹ طبع ملتان)	(ع ہر اِک مکان کو ہے مکیں سے شرف اسد)

یہی ملا علی قاری شفا شریف کی شرح میں ایک مقام پر فرماتے ہیں :-

شرف المکان بشرف اھلہ	مکان کا شرف مکین کے شرف سے ہے۔
(ص۷ شرح شفا جلد ۱ طبع بیروت)	

یعنی مکین جتنا محترم ہوگا مکان بھی اُسی قدر محترم مانا جائے گا۔

علماء اعلام کی اِن عبارات سے پتہ چلا کہ تمام زمانے اور تمام جگہیں فی حد ذاتہٖ برابر اور مساوی ہیں مگر یہ کہ خارج سے کسی وجہ اور امر کی بنیاد پر فضیلت و عظمت آجاتی ہے اور جس درجہ کا تعلق ہوتا ہے ویسی ہی فضیلت ملتی ہے۔ جمعہ کے دن کو ایک مقبول و مخصوص ساعت کی بنیاد پر سیّدالایّام کا درجہ ملا، شبِ قدر کو نزولِ قرآن کی برکتوں

سے یہ مقام ملا کہ ہزار ماہ کی راتوں سے وہ افضل ٹھہری اور یومِ میلادالنبی اس سے بھی افضل قرار پایا کہ اس میں سرکارِ ابد قرار ارواحنا فداہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خاکدانِ عالم میں نزولِ اجلال فرمایا اور آپ تشریف لائے۔ صفا اور مروہ کو آدم صفی اللہ اور بی بی حوّا علیہما السلام کی نسبت سے عظمت ملی، میدانِ عرفات بھی انہی بزرگوں کی ملاقات کے حوالے سے یادگار اور بابرکت بنا۔ ماء زمزم کو ایک نبی کے قدموں کی برکت سے عزت و رتبہ ملا، مقامِ ابراہیم حضرت ابراھیم علیہ السلام کی نسبت کے سبب مشہور و معروف ہے۔ علیٰ ہذا القیاس جتنے بھی مقامات اور شعائر ہیں سبھی میں خارج سے کسی نہ کسی تعلق اور بنیاد پر فضیلت آئی اور ان کو یہ مقام ملے۔

یہ مسئلہ اپنی جگہ پر ثابت اور مسلمہ ہے اور ابتداء میں بھی ناچیز نے عرض کیا ہے کہ انتہائی خیر و عظمت اور بلند ترین شرف و فضیلت کا معیار اور اتم کسوٹی یہ ہے کہ کسی شے کو حضور مفخر موجودات علیہ التحیۃ والتسلیمات سے قرب و تعلق اور واسطہ و نسبت ہو جائے۔

★ علامہ ابن الحاج مالکی اپنے شیخ ابو محمد عبداللہ بن ابی جمرۃ سے نقل فرماتے ہیں :-

تتشرف الاشیاء بہ لاھو	تمام چیزیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے شرف و کرامت
یتشرف بھا (ص ۲۵۷ المدخل جلد ۱)	پاتی ہیں نہ کہ حضور کو کسی سے شرف فضیلت ملتی ہے

دوسرے مقام پر علامہ ابن الحاج مالکی مکی خود فرماتے ہیں :-

انه علیه الصلوۃ والسلام تتشرف به الازمنة والاماکن لاھو یتشرف بھا بل یحصل للزمان والمکان الذی یباشرہ علیه الصلاۃ والسلام الفضیلة العظمیٰ (ص۲۹ المدخل جلد۲)

زمان ہو یا مکان ان کو شرف حضور کی ذات سے ملتا ہے نہ کہ کسی شرف و فضیلت والے وقت یا با عظمت و باوقار مکان اور مقام سے حضور کو شرف ملتا ہے بلکہ جس زمانے یا مقام کو حضور سے تعلق ہو جائے تو اسے فضیلتِ عظمیٰ حاصل ہو جایا کرتی ہے۔

ایک اور مقام پر علامہ ابن الحاج مالکی فرماتے ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ کی دھرتی پر جلوہ گر فرمایا جو کہ پہلے سے اپنے اندر ہزارہا فضائل و فواضل اور کرامات و اعزازات رکھتا ہے وہیں خانہ کعبہ ہے مقامِ ابراہیم ہے حجر اسود ہے ماء زمزم کا چشمہ ہے صفا اور مروہ ہیں اور دیگر شعائر اور مشاہد بھی وہیں پر ہیں تو اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ مکہ کی فضیلت سے حضور کو فضیلت ملی اور اسی سبب سے آپ کو مکہ مکرمہ کی سرزمین پر پیدا فرمایا گیا، نہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ کی ذات بابرکات کو ہر شے کے لئے متبوع اور فاضل بنایا ہے نہ کہ تابع اور مفضول اور جب حضور کائنات کی ہر شے کے لئے متبوع ہیں تو ثابت ہوا کہ

ان الاشیاء کلھا تتشرف به

بیشک تمام چیزیں حضور سے مشرف ہوتی

ویعلو قدرُھا و فضلُھا — ہیں، ان کی قدر حضور سے بڑھتی ہے اور

بسببہٖ (ص ۳۸ المدخل جلد ۲) — آپ ہی کے سبب ان کو فضیلت ملتی ہے۔

یعنی مکّہ میں پیدا ہونے سے حضور کو عظمت نہ ملی بلکہ خود مکّہ کے نصیب جاگ اُٹھے کہ خالقِ دو جہاں کا محبوبِ پاک اس شہرِ مقدس میں تشریف لایا اور اس طرح خود مکّہ کو فضیلت مِل گئی۔ اس کی قدر و منزلت کے افق مزید پھیل گئے، اس کی عظمت کا سورج مزید جگمگانے لگا۔ یہ علّامہ ابن الحاج مالکی کا مذکورہ بیان مبالغہ نہیں بلکہ خود قرآن کریم میں اس کا ثبوت موجود ہے، ملاحظہ ہو رب تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

لا اُقسم بھٰذا البلد وانت حلّ بھٰذا البلد — اے محبوب! میں کسی کی قسم یاد کرنے سے بے نیاز ہوں، مجھے کیا پڑی ہے کہ میں کسی کی قسم یاد فرماؤں، مگر اے محبوب! میں کیوں نہ قسم یاد کروں شہرِ مکّہ کی کہ اس کے ذرّوں نے تیرے تلوے چومے ہیں اور تو اس کی گلیوں میں محوِ خرام ہے!

پتہ چلا کہ جن گلی کوچوں سے محبوب گذرے، خدا اُن کی قسم یاد فرماتا ہے وہ خدا کی قسم کے قابل ہو جاتے ہیں۔ نیز اس سے یہ بھی ثابت ہُوا کہ انتہائی خیر و عظمت کا معیار اور شرف و فضیلت کی کسوٹی اللہ کے محبوب کی ذات ہے۔ جو شے آپ کے قدم چومے گی عظمت خود

اُس کے قدم چومے گی۔ اِسی لئے علماء کرام فرماتے ہیں کہ کعبہ کی عظمت اپنی جگہ پر وہ علی الاطلاق زمین کا سب سے افضل اور بہترین حصّہ ہے، وہاں رحمتیں اور برکتیں نازل ہوتی ہیں، وہی جہتِ قبلہ ہے۔ اِسی طرح عرش تجلّیاتِ الٰہی کی اوّلین جلوہ گاہ ہے۔ عرش سے نیچے مخلوقات کی دُنیا ہے اور عرش سے پرے اللہ ہی اللہ ہے وہ تجلّیات واَنوارِ الٰہی کی بہترین امانت گاہ ہے، مگر جہاں تک افضل المخلوقات اور اشرف الکائنات محمّد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ذاتِ بابرکات کا تعلّق ہے تو جو اَنوارِ الٰہی اور تجلّیاتِ خداوندی آپ پر نازل ہوتی ہیں کائناً ما کانَ کائنات کی تمام تجلّیات و اَنوار سے جو کسی پر نازل ہوئی ہوں آپ پر نازل ہونے والی تجلّی اُس سے اعلیٰ و افضل اور اشرف و اکرم ہے اور اس کا مفاد یہ ہے کہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم جہاں حلول فرمائیں، آپ جہاں تشریف رکھیں وہ کائنات کی سب سے اَفضل و اعلیٰ جگہ ہو، اور اَنوار و تجلّیاتِ الٰہی کے نزول کا سب سے بڑھ کر مرکز، اِسی لئے کہا جاتا ہے کہ جب حضور مکّہ میں تشریف فرما تھے تو مکّہ سب سے افضل تھا اور جب آپ مدینہ تشریف لائے تو وہ سب سے افضل ہُوا۔ حینِ حیاتِ ظاہری آپ جہاں حلول فرماتے وہ سب سے افضل جگہ ہوتی، اور اب جبکہ آپ ظاہری نگاہوں اور دُنیا سے پردہ فرما چکے اور قبرِ مقدّس میں رونق افروز ہیں تو قبرِ مقدّس کائنات کی ہر شے سے افضل و اعلیٰ ہے۔

منظور مجھ کو خانۂ کعبہ کی منزلت
سب کچھ سہی مگر وہ ترا آستاں نہیں
(اصغر گونڈوی)

فصل

حضور سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ذاتِ ستودہ صفات تمام مخلوقات میں سب سے افضل اور علی الاطلاق سب سے اعلیٰ واکرم ہے اور چوں کہ آپ ہی اوّلِ مخلوق ہیں بلکہ باعثِ تخلیقِ کُل ہیں اور کائنات کی ہر شے عرش ہو یا کرسی، لوح ہو یا قلم، اَرض ہو یا سماء ملک و ملکوت کی ہر شے آپ سے اور آپ کی خاطر پیدا کی گئی۔ بایں معنیٰ آپ اصلِ کائنات ہیں اور کُل کائنات آپ کی فرع، اور مشہور قاعدے کے مطابق اصل اپنی فرع سے بہرحال افضل ہوتا ہے، لہٰذا حضور ساری کائنات سے افضل ٹھہرے۔ اِس پر ہر موافق و مخالف کو اتّفاق ہے بلکہ اجماع ہے، یہاں تک کہ مشہور عالِم علاّمہ ابنِ تیمیہ حرّانی کو بھی اقرار ہے کہ :-

اما نفس محمّدٍ صلی اللہ علیہ وسلّم فما خلق اللہ خلقاً اکرم علیہ منہ۔ (الفتاوی الصغریٰ لابن تیمیہ جلد ۱)

جہاں تک حضور کے نفس اور آپ کی ذات کا تعلّق ہے اللہ تعالیٰ نے آپ سے زیادہ اکرم و افضل اپنی مخلوق میں سے کسی کو پیدا نہیں کیا

لیکن جہاں تک اس بات کا تعلّق ہے کہ حضور جس جگہ حلول فرمائیں

اور تشریف فرما ہوں وہ جگہ اور وہ مقام تمام مقاماتِ ارضی وسماوی سے افضل ہوجائے ابنِ تیمیہ کو انکار ہے، ان سے ایک مرتبہ سوال کیا گیا کہ ایک شخص کہتا ہے کہ "حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبرِ اقدس زمین وآسمان سے افضل ہے" اور دوسرا کہتا ہے کہ "نہیں، بلکہ کعبہ افضل ہے"۔ ابنِ تیمیہ اس کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جہاں تک حضور کی ذات کا تعلق ہے آپ تمام مخلوقات میں اللہ کے نزدیک سب سے برگزیدہ اور صاحبِ کرامت ہیں مگر

اما نفس التراب فلیس هو افضل من الکعبة البیت الحرام بل الکعبة افضل منه۔	قبر کی مٹی کعبہ سے ہرگز افضل نہیں ہوسکتی بلکہ کعبہ ہی افضل ہے۔ (ص ۲۹۲ جلد ۱)

اور ساتھ ہی اہلِ علم کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کو یہاں تک لکھ دیا کہ

لا یعرف احد من العلماء فضل تراب القبر علی الکعبة الا القاضی عیاض ولم یسبقه احد الیه ولا وافقه احد علیه	علماءِ اسلام میں سے کوئی بھی قبرِ پاکِ رسول کی کعبہ پر فضیلت کا قائل نہیں ہے سوائے قاضی عیاض کے، اور نہ قاضی عیاض سے پہلے کسی نے یہ بات کہی اور نہ ہی ان کے بعد ان کی کسی نے اس مسئلے پر موافقت کی۔

ابنِ تیمیہ کے اِس باطل دعوے سے کہ قاضی عیاض کے سِوا کسی نے یہ قول نہیں کیا اور نہ ہی اُن سے کسی نے اِس مسئلے میں موافقت کی بعض دیگر

مسائل کی طرح اِس مسئلے میں بھی ابنِ تیمیہ کے عناد، ضد اور مکابرے کی بُو آتی ہے جب کہ حقیقت یہ ہے کہ علماءِ اسلام میں سے ممتاز ترین ائمۂ کرام نے قاضی عیاض سے پہلے حضور کی قبرِ اقدس کی فضیلت کا قول کیا یہاں تک کہ قاضی عیاض اور دیگر اکابر نے اُن کا اِجماع تک نقل کیا پھر قاضی عیاض کے بعد بھی ائمۂ اعلام میں سے بزرگ ترین لوگوں نے اِس مسئلے میں قاضی عیاض اور دیگر اکابر سے نہ صِرف یہ کہ موافقت کی بلکہ اس کو بہت سے وجوہ و شواہد سے ثابت بھی کیا، ان تمام اکابر اور اعلام کے حوالے اُن کی اصل کتابوں سے، مع اصل عبارتوں کے، عنقریب اپنے مقام پر ذکر کئے جائیں گے تب قارئینِ کرام اندازہ فرما سکیں گے کہ مخالفین، اور معاندین کو محبوبِ خدا سے اُن کا بُغض و عِناد کیسی کیسی غلط بیانی پر مجبور کرتا ہے اور باوجود اُن کے دعوائے ہمہ دانی کے، اہلِ حق کے مسلک و مشرب سے اُن کی دشمنی جھوٹ اور افتراء سے بھی اُن کو نہیں روکتی۔

جہاں تک حضور ختمی مرتبت آقائے دوجہاں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری اور اَبدی آرامگاہ اور شہرِ پاکِ رسول مدینہ طیّبہ کی فضیلت اور بالخصوص افضلیت کا تعلّق ہے احادیث کے ذخائر موجود ہیں جن سے ائمۂ کرام نے نفسِ مسئلہ کو ثابت فرمایا ہے۔ فضیلتِ مدینہ طیّبہ پر تو درجنوں کے حساب سے تصانیف موجود ہیں۔ اگر ہر کتاب سے دو دو چار چار نکات اور باتیں بھی نقل کرنے لگوں تو اِس رسالے کی ضخامت

کئی گنا ہو جائے گی۔ احادیث و آثار کے ان تمام ذخائر سے صرفِ نظر
کرتے ہوئے اور قصداً ان کو ہاتھ نہ لگاتے ہوئے صرف اکابر علماء امّت
اور محقّقین کی عبارات اور افکار و آراء (جلد نمبر اور صفحہ نمبر کے حوالے کے
ساتھ) نفسِ مسئلہ پر پیش کروں گا، دراصل اِس رسالے کا مقصدِ تالیف
بھی یہی ہے۔ جن حضرات کو اِس مسئلے پر احادیث و آثار درکار ہوں وہ شیخ
محقق برکۃ المصطفٰے فی الہند شاہ عبدالحق محدّث دہلوی کی "جذب القلوب
شریف" جو اُردو ترجمہ کے ساتھ دستیاب ہے اور جو خاص تاریخ و فضائلِ
مدینہ پر ایک عظیم تصنیف ہے مطالعہ کر سکتے ہیں۔ یہاں میں تیمناً اور تبرّکاً
رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی چند احادیث نقل کرنے پر اکتفا کروں گا تاکہ
ان کی برکت سے اِس رسالے کی وقعت میں مزید اضافہ ہو سکے۔

فصل

صاحبِ مشکوٰۃ امام مالک سے، حضرت یحیٰی بن سعید سے مروی
حدیثِ پاک نقل فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما
تھے اور مدینہ پاک میں ایک قبر کھودی جا رہی تھی، ایک شخص نے قبر کے اندر
دیکھا اور کہا "بِئسَ مضجع المؤمن" (کیا ہی بُرا ٹھکانہ ہے یہ!) آپ
صلی اللہ علیہ وسلم نے سُنا تو اُنہیں منع فرمایا اور فرمایا "بِئسَما قلتَ"
(تم نے ہی بُرا کہا) اُس شخص یا صحابی نے عرض کیا "حضور! میری مُراد

وہ نہ تھی، میری مُراد قتل فی سبیل اللہ سے تھی"۔ آپ نے فرمایا "یقیناً شہادت کی مَوت بستر پر مَوت سے ہزار ہا درجہ بہتر ہے، شہادت کی مَوت افضل مَوت ہے لیکن تم یہ تو دیکھو کہ یہ مَرنے والا یہاں دفن ہو رہا ہے، مدینہ کی خاک اسے مِل رہی ہے اور سُنو، ما علی الارض بقعۃ احبُّ الیّ ان یکون قبری بہا" (مشکوٰۃ باب حرم المدینہ فصل ۳) (زمین کا کوئی ٹکڑا نہیں ہے جو مجھے سب سے زیادہ محبوب ہو مگر یہ کہ اس میں میری قبر بنے۔ آپ نے یہ جملہ تین مرتبہ دہرایا، اس حدیثِ پاک کو نقل کرنے کے بعد امام ابن الحاج مالکی صاحبِ مدخل فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے بے شمار نکات اور فوائد ثابت ہوتے ہیں۔ اوّل یہ کہ "بِئس مضجعُ المومن" کہنے پر آپ نے اس صحابی کو روکا اور فرمایا کہ شہادت کی مَوت بہترین مَوت ہے لیکن شہادت کی مَوت نہ مِلے تو مدینہ کی خاک میں دفن ہونا بھی بہت بڑی سعادت اور عظمت ہے اور دوسری بات یہ کہ مدینہ پاک کی فضیلت اور عظمت کو آپ نے اپنے حوالے سے بیان فرمایا گویا آپ نے فرمایا کہ مدینہ کی عظمت اِس سے بڑھ کر کیا ہوگی کہ یہاں میری قبر بنے گی اور جہاں میری قبر ہوگی وہی خطہ اور زمین کا ٹکڑا میرے نزدیک سب سے محبوب اور باعظمت ہوگا۔

مدینہ پاک کی افضلیت کے ضمن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دُعا بھی احادیث میں مِلتی ہے کہ آپ اللہ کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں

اللھم ان ابراھیم دعاك	اے اللہ! ابراہیم نے مکّہ کے لئے تجھ سے دعا
لمکة وانا ادعوك للمدینة	کی اور مَیں مدینہ کے لئے تجھ سے دُعا کرتا ہوں
بمثل ما دعاك ابراھیم لمکة	اسی کی مثل جو ابراہیم نے مکّہ کے لئے کی اور اس
ومثله معه۔	کے ساتھ اتنی ہی اَور۔

ظاہر ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا حضرت ابراھیم علیہ السّلام کی دُعا سے افضل تھی۔ اِسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

اللھم حبّب الینا المدینة	اے اللہ! مدینہ کو ہمارے لئے محبوب بنادے
کحبنا مکة او اشد وصحّحھا	مکّہ کی طرح یا اس سے بھی زیادہ اور اسے ہمارے
لنا وبارك لنا۔	لئے صحیح تر کردے اور اس میں برکتیں دے۔

اِس حدیث پاک میں تو صراحةً مکّہ سے زیادہ مدینہ کی محبّت عطا کِئے جانے کا ذکر فرمایا، نبی کی کوئی دُعا غیر مقبول نہیں اور دوسری بات یہ ہے کہ منصبِ نبوّت سے یہ بات فروتر ہے کہ نبی اعلیٰ کو چھوڑ کر اس سے کم تر کی محبّت زیادہ کِیے جانے کی دُعا مانگے۔ آپ نے مکّہ سے زیادہ مدینہ کی محبّت طلب کی تو اس سے ثابت ہوا کہ مدینہ آپ کے نزدیک مکّہ سے افضل و اعلیٰ تھا۔

حضرات قارئینِ کرام! جیسا کہ ابھی گذرا کہ حضور سیّد کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مدینہ کی سرزمین کے بارے میں فرمایا:۔

ما علی الارض بقعة احب	"زمین کا کوئی بقعہ ایسا نہیں ہے جو مجھے

الیّٰ الا ان یکونَ قبری منہا۔ زیادہ محبوب ہو مگر یہ کہ اسی میں میری قبر ہو۔"

حضور کا اپنی قبرِ پاک کے اپنے سب سے زیادہ پسندیدہ اور اور محبوب زمین کے ٹکڑے میں ہونے کا ذِکر کرنا یہ اپنی ذات سے نہیں بلکہ خدائی اِلقاء اور توفیق سے تھا یعنی حضور کا اس زمین کے ٹکڑے کو محبوب قرار دینا دراصل خدا کے نزدیک بھی سب سے محبوب ہونے کی دلیل ہے جیسا کہ مشہور حدیث شریف سے ثابت ہے کہ جب دیگر ازواجِ مطہّرات نے حضرت عائشہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا کے ان پر فضیلت دیئے جانے کے متعلّق حضور سے گفتگو کی تو آپ نے ان کو جواباً فرمایا:۔

لم یوح الیّٰ فی فراش احدٍ کنّ الا فی فراشہا۔ (تم کو میرا عائشہ صدّیقہ کو فضیلت دینا اچّھا نہیں لگا تو سُنو) تم میں سے کسی کے بستر میں مجھ پر وحی نازل نہیں ہوتی سوائے عائشہ صدّیقہ کے بستر کے۔

یعنی جب خدا نے خود ان کو یہ مقام اور فضیلت دی کہ ان کے بستر میں مجھ پر وحی نازل ہوتی ہے تو میں کیوں نہ ان کو تم پر فضیلت دوں۔

اِس سے ظاہر ہُوا کہ حضور کا کسی کو کسی پر فضیلت دینا دراصل منشاءِ خداوندی ہی ہوتا ہے اور اس کا خدا کے نزدیک بھی فضیلت و عظمت والا ہونا ثابت ہوتا ہے لہٰذا حضور کا اپنے قبرِ پاک کے حصّے کو اپنا سب سے محبوب اور پسندیدہ بقعۂ زمین کہنا اللہ کے نزدیک سب سے محبوب

اور پسندیدہ ہونے کی دلیل ہے۔ ؎

میں کیوں نہ ایماں کو تازہ کروں یہ کہہ کہہ کر
مدینہ وہ ہے کہ کعبہ جدھر نماز کرے

(اقبالؔ)

جیسا کہ میں نے شروع میں عرض کیا تھا ایسی تمام احادیث جن سے صراحتاً یا اشارتاً مدینۂ طیّبہ کی افضلیت اور قبرِ پاک رسول کی عظمت و منزلت کا پتہ چلتا ہے درجنوں ہیں اور اگر اُن کو بیان کیا جائے یا بغیر تفصیل و تشریح کے اُنہیں صرف نقل ہی کر دیا جائے تو اِس موضوع پر ایک علیٰحدہ کتاب تیار ہو جائے، لیکن چوں کہ اِس موضوع پر سارا مواد مرتّب اور مدوّن موجود ہے اِس لئے اس کو دُہرانا تحصیلِ حاصل کے مرادف ہے۔ میرا مقصد صرف یہ ہے کہ علاّمہ ابنِ تیمیہ کے اِس باطل اور غلط دعوے کو تحقیق کے اُجالے میں دیکھا اور پرکھا جائے جو انہوں نے امام قاضی عیاض علیہ الرحمہ پر تھوپا ہے، یہ ایک بدترین اِفترا پردازی ہے جس کی دُور دُور تک کوئی مثال نہیں مِلتی اور بر سبیل تذکرہ یہاں یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ جس طرح اِس خاص مسئلے میں علاّمہ ابنِ تیمیہ نے زیادتی بلکہ عناد اور مکابرے سے کام لیا ہے (جیسا کہ عنقریب مزید ظاہر و باہر ہو جائے گا) اسی طرح دیگر مسائلِ اختلافیہ (جن کو اختلافی بنانے کا سہرا علاّمہ موصوف کے سر ہے) میں بھی انہوں نے بہت زیادتی

کی ہے خصوصاً زیارتِ قبر شریف کی نیّت سے سفر کا معاملہ، توسّل بالانبیاء والصّالحین کا مسئلہ، تقلیدِ ائمۂ مجتہدین کا مسئلہ، طلاقِ ثلٰثہ کا مسئلہ اہلِ تحقیق کے نزدیک اِن تمام اور اِن جیسے دیگر مسائل میں علامہ ابنِ تیمیہ اور اُن کے شاگردوں نے حد سے تجاوز کیا ہے اور جمہور ائمہ و محققین کے مسلک سے اختلاف کر کے ضال مضل تک قرار پاتے ہیں۔

اب قارئین کرام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبرِ اقدس کے اُس حصّے کو جو آپ کے جسمِ ناز سے لگا ہوا ہے تمام مقاماتِ ارضی و سماوی یہاں تک کہ کعبہ شریف و بیت المقدس بلکہ عرش و کرسی سے افضل و اعلیٰ اور برتر و بالا ہونے پر علماءِ اسلام کے افکار و آراء ملاحظہ فرمائیں۔

امام مالک بن انس

قال مالک بن انس ان الارض الملاصق لجسد النبی صلی اللہ علیہ وسلم المبارک اعلیٰ و افضل من کل شیئ حتی من العرش والکرسی (ص ۱۵۹ عرف الشذی انور شاہ کشمیری بحوالہ ص ۱۴۱ فتاویٰ اجماعیہ جلد ۱)

ترجمہ:۔ حضرت مالک بن انس فرماتے ہیں کہ بیشک وہ زمین جو جسمِ پاکِ رسول کو چھو رہی ہے ہر چیز سے حتّٰی کہ عرش و کرسی سے بھی وہ افضل و اعلیٰ ہے۔

حضرات گرامی! حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ کو کون نہیں جانتا! مجتہدِ مطلق، عالمِ مدینہ بلکہ عالم الدّنیا مستقل مذہبِ فقہ کے بانی علمی اور عملی عظمت کی قسم کھائی جا سکتی ہے، خود جن کے مذہب میں عظیم

ترین اساطینِ علم و فقہ پیدا ہوئے! ان کا مذہب اور مسلکِ مختار بھی یہی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسدِ مبارک کے ساتھ جو حصّہ چھو رہا ہے وہ عرش و کرسی حتّٰی کہ ہر چیز سے افضل ہے۔

امام ابنِ عساکر

امام ابنِ عساکر فرماتے ہیں:۔ وقع الاجماع علی تفضیل ماضم الاعضاء الشریفة حتی علی الکعبة (ص۲۱۹ فتح الملہم جلد۳ ایضاً ص۱۳۴۹ جواہر البحار ج۲)

ترجمہ:۔ علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ جو حصّہ جسمِ شریف سے ضم ہے وہ افضل ہے، حتّٰی کہ کعبہ سے بھی!

حضرات قارئین! یہ امام ابنِ عساکر ہیں جو ابنِ تیمیہ سے صدیوں پیشتر گذر چکے ہیں، علماء کا اجماع نقل کر رہے ہیں اور دوسری طرف ابنِ تیمیہ کا بہکا قلم ہے کہ بلا جھجک انکار کئے جا رہا ہے۔ سچ ہے،

ع بے حیا باش و ہرچہ خواہی کُن

امام غزالی

حجۃ الاسلام سیدنا امام غزالی علیہ الرحمۃ والرضوان سے حضرت ملّا علی قاری نقل فرماتے ہیں:۔ ان تربة لصقت بجسدہٖ من الفراش اعلٰی تربة من العرش (ص۶۸ الزبدة العمدة)

ترجمہ:۔ بیشک وہ مٹّی جو فرش سے اور جسمِ پاک سے متّصل ہے عرش سے بھی اعلٰی ہے

امام غزالی بھی ابنِ تیمیہ سے کئی صدی پہلے گذر چکے ہیں اور جن کی عظمتِ شان اور علمی مقام یہ ہے کہ خود حضور خاتم الانبیاء محمد مصطفٰے

صلی اللہ علیہ وسلم حضرت موسیٰ وعیسیٰ علیہما السّلام کے سامنے اپنے اس لاڈلے پر فخر ومباہات فرماتے ہیں۔ علامہ عبدالعزیز فرہاروی نبراس شرح شرح عقائد میں فرماتے ہیں کہ امام ابوالحسن شاذلی نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا حضور صلی اللہ علیہ وسلّم حضرت موسیٰ وعیسیٰ سے غزالی کی نسبت مباہات فرمارہے ہیں اور ارشاد فرمارہے ہیں:۔ "ھل فی امتکما حبر مثل ھذا!" (کیا تمہاری امّتوں میں اس جیسا عالِم گذرا ہے؟) محشی نبراس علّامہ برخوردار ملتانی اس کے حاشیے میں فرماتے ہیں کہ دونوں (حضرت موسیٰ وعیسیٰ علیہما السلام) نے عرض کی "نہیں"۔ اور اسی حاشیے میں فرماتے ہیں کہ علّامہ منادی نے بعض علماء سے جو ظاہر وباطن کے جامع تھے، نقل کیا ہے کہ اگر حضور کے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ امام غزالی ہوتے۔ کذا فی شرح الاحیاء علامہ فرہاروی مزید لکھتے ہیں کہ بعض علماء نے غزالی کا انکار کیا تو خواب میں حضور کی بارگاہ سے ان کو کوڑے لگائے گئے جب وہ جاگے تو کوڑوں کی مار کے نشان ان کی جلدوں اور پیٹھوں پر موجود تھے۔ (ص ۳۸۸ نبراس)

بعض بزرگوں نے اپنے کشف والہام سے یہ ملاحظہ فرمایا کہ جب معراج کی رات حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے صاحبِ معراج جناب محمّد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے شرفِ ملاقات پایا تو عرض کی "یا محمّد! صلّی اللہ علیہ وسلّم! کیا آپ نے اپنی امّت کے علماء کو بنی اسرائیل کے انبیاء کے مثل قرار دیا ہے؟" اس وقت امام غزالی کی رُوحِ پُرفتوح کو بارگہِ موسوی میں جواب عرض کرنے کیلئے پیش

کیا گیا۔ حضرت موسیٰ نے پہلے سلام فرمایا اور کہا "سلام علیک" امام غزالی کی روح نے "وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ" کے ساتھ جواب عرض کیا۔ حضرت موسیٰ نے فرمایا، "یہ طوالت بزرگوں کے سامنے کرتے ہو!" امام غزالی نے عرض کیا "آپ سے حق تعالیٰ نے صرف اِس قدر پوچھا تھا "وما تلک بیمینک یا موسیٰ" تو آپ نے جواب میں کیوں اتنا طول دیا تھا کہ "ھی عصای اتوکؤ علیھا واھش بھا علی غنمی ولی فیھا مآرب اُخریٰ"؟" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، "اُدب یا غزالی" (اے غزالی! ادب کرو) یہ نبی اللہ ہیں۔" (صنے شمائم امدادیہ صت ۱۸۷ مقالاتِ کاظمی جلد ۱)

اِسی واقعہ کو امام راغب اصفہانی نے امام ابوالحسن شاذلی سے ذرا مختلف طریقہ سے ذکر کیا ہے۔ اس میں سلام اور سلام کے جواب میں الفاظ کی زیادتی کا ذکر نہیں ہے بلکہ یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے امام غزالی سے ایک سوال امتحاناً پوچھا، اِمام صاحب نے دس جوابات عرض کئے، اس پر حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ "یہ کیا طوالت ہے! وہ بھی بزرگوں کے سامنے! سوال ایک تھا، جواب بھی ایک ہی دیتے!" اس پر امام غزالی نے وہی جواب عرضِ خدمت کیا کہ "اے نبی اللہ! آپ نے بھی تو یہی کیا تھا!" تب نبیٔ کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے امام غزالی کو روک دیا کہ "ادب ملحوظ رکھو"۔

(صت ۲۴۸ روح البیان جلد ۱)

حاصلِ کلام یہ کہ امام غزالی جیسے علم وفضل کے جبلِ عظیم بھی حضور سیّدِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی قبرِ مبارک کو تمام چیزوں سے حتّٰی کہ عرش سے افضل مانتے ہیں۔

شیخ ابن عقیل حنبلی

یہ وہ عظیم بزرگ اور فقیہہ ہیں کہ جن کے شاگردوں اور فیض یافتہ افراد میں سے ہزاروں آفتاب و ماہتاب بن کر چمکے اور ان میں سے ایک ایک ایسا تھا کہ سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں پر تن تنہا بھاری ہوتا۔ اِس ضمن میں صرف قطبِ ربّانی غوثِ صمدانی سیّدنا شیخ محی الدّین عبد القادر جیلانی البغدادی رضی اللہ عنہ کا نامِ نامی اسمِ گرامی ذِکر کر دینا کافی ہے کہ جنہوں نے فقہ میں شیخ ابنِ عقیل حنبلی کے سامنے زانوئے تلمّذ تہہ کیا اور آپ سے اِکتسابِ فیض کیا۔

امام سبکی، علاّمہ جلال الدّین سیوطی، محدّثِ اعظم ملا علی قاری اور علاّمہ نبہانی وغیرہم حضرت شیخ ابنِ عقیل حنبلی سے نقل کرتے ہیں کہ

قال العلماء محل الخلاف فی التفضیل بین مکة والمدینة فی غیر قبرہ صلی اللہ علیہ وسلم اما ھو فافضل البقاع بالاجماع بل ھو افضل من الکعبة بل ذکر ابن عقیل الحنبلی انہ افضل	علماء میں جو قیل وقال ہے وہ شہر مکّہ اور شہر مدینہ میں افضلیت کے بارے میں ہے لیکن جہاں تک قبرِ رسول کا معاملہ ہے پس وہ بالاجماع افضل ہے بلکہ کعبہ سے بھی افضل ہے بلکہ ابنِ عقیل حنبلی نے ذکر کیا کہ بیشک وہ عرش سے بھی افضل ہے۔

من العرش۔ (ص ۲۰۳ خصائص کبریٰ ج ۲ ایضاً ص ۱۹۰، مرقاۃ جلد ۲ ایضاً ص ۱۱۵ جواہر البحار)

امام قاضی عیاض

قاضی عیاض مالکی کی کتاب شفا شریف فضائلِ مصطفوی پر عربی زبان میں متداول اور مشہور ترین کتاب ہے جس کے شواہد اور دلائل اپنے مبحث پر لاجواب ہیں، شفا شریف کی مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ اس کے عظیم تر فوائد کے پیشِ نظر اکابر علماء و محدثین نے اس کی شروح لکھی ہیں جن میں سے علامہ خفاجی کی نسیم الریاض اور ملا علی قاری کی شرح شفا معروف و مشہور اور عام دستیاب ہے۔ آپ اس کی دوسری جلد کی فصل "فیما یلزم من دخل مسجد النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الادب" میں فرماتے ہیں :۔

لاخلاف ان موضع قبرہ صلی اللہ علیہ وسلم افضل بقاع الارض۔ (ص ۱۶۳ شفا شریف جلد ۲ مع شرح ملا علی قاری)

اس میں علماء کا کوئی اختلاف نہیں ہے کہ بیشک آپ کی قبر کی جگہ زمین کا سب سے بہترین اور افضل حصہ ہے۔

قارئینِ کرام کو یاد ہوگا کہ یہ وہی بزرگ ہیں جن کے اِس مسئلے پر اجماع نقل کرنے کی ابنِ تیمیہ نے کھلے بندوں تردید کی تھی مگر اب تک کے حوالہ جات سے ثابت ہو چکا ہے کہ اس نقل میں قاضی عیاض منفرد نہیں ہیں بلکہ آپ سے

قبل بھی بہت سے بزرگ اس کے قائل اور ناقل رہ چکے ہیں۔ اب آنے والے دلائل اور آراء بھی ملاحظہ کریں اور اپنے ایمان کو تازگی بخشیں۔

امام ابن الحاج مالکی

یہ ساتویں یا آٹھویں صدی کے عظیم تر عالم اور فاضل ہیں، رَدِّ بدعات و منکرات میں پیش پیش رہے اور اپنے دَور کے ہر نئے مسئلے پر بے لاگ تنقید کی یہاں تک کہ بعض مسائل میں حَد سے تجاوز ہوگیا جس کی طرف دَورِ حاضر کے مجدّد اعلیحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی نے فتاویٰ رضویہ ج ۴ صــ۲۱ میں بایں الفاظ اِشارہ کیا ہے کہ "ابن الحاج مالکی صاحبِ مدخل انکارِ حوادث میں مبالغۂ شدیدہ رکھتے ہیں یہاں تک کہ بعض جگہ حَد سے تجاوز واقع ہوگیا" انتہیٰ، اِس تصلّب اور سخت گیری کے باوجود آپ دیکھیں، امام ابن الحاج مالکی بھی مدینہ کی افضلیت اور تربتِ پاک کی فضیلت کے سلسلے میں قاضی عیاض اور دیگر اکابر مثل امام مالک، امام ابن عساکر، امام غزالی وغیرہم کے ساتھ ہیں۔ آپ حدیث "ان الایمان لَیَاْرِزُ الی المدینة کما تَاْرِزُ الحیة الیٰ حجرھا۔" کی شرح اور اس کے فوائد میں لکھتے ہیں کہ "حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ "ایمان مدینہ میں سمٹ آئے گا جس طرح سانپ اپنے بِل میں سِمٹ آتا ہے"۔ مدینہ کی فضیلت کا ثبوت ہے۔ اور پھر آگے فرماتے ہیں:—

"وقع من الاجماع علی ان افضل البقاع الموضع الذی ضم اعضاءہ الکریمة۔" (صــ۲۵۷ المدخل جلد ۱) ترجمہ:- اِس بات پر اجماع واقع ہوچکا ہے کہ سب سے

افضل جگہ وہ ہے جو اعضاء کریمہ سے متّصل ہے۔

جیسا کہ اوپر عرض کیا گیا، امام ابن الحاج رَدِّ بدعات میں بڑے شدید تھے۔ اگر اس مسئلے میں ان کو ایسی کوئی بات نظر آتی جس میں بدعت کا شائبہ ہوتا یا جو اجماع کے خلاف ہوتی تو اسے کیسے ذکر کرتے اور خود ہی اجماع کیوں نقل کرتے؟ پس امام ابن الحاج مالکی کا نقل ابن تیمیہ کے دعوے پر تازیانہ حق کی ضربِ کاری سے کم نہیں!

امام تقی الدّین سبکی

جبل الاستقامۃ علم الائمۃ معجزہ رسول عامل الحق والدّین قامع البدع والملاحدین امام تقی الدّین سبکی کی جلالتِ شان اور کمالِ علم میں اتنا کہہ دینا کافی وصافی ہے کہ غیر مقلدّین کے شیخ الکل نذیر حسین دہلوی ان کے بارے میں کہہ گئے ہیں کہ " امام سبکی اجتہاد کے درجے پر پہنچے ہوئے تھے"۔ آج تک دُنیا بھر کے مسلمان عظیم تر مسائل میں امام سبکی کی اقتدار کرتے آئے ہیں۔ آپ نے ابن تیمیہ کا اس کے دَور میں ہی بھرپور مقابلہ فرمایا اور حق کی اِعانت فرمائی۔ اِنھی امام سبکی سے شیخ محقق برکۃ المصطفٰے فی الہند سیّدنا شاہ عبدالحق محدّث دہلوی نقل فرماتے ہیں اور فرماتے ہیں:

"امام تقی الدّین سبکی رحمۃ اللہ علیہ گفتہ است کہ اگر ایں بقعہ را ضم اعضائے شریف کردہ است بر تمام اماکن و مواضع ترجیح و تفضیل دہند حتّٰی کہ بر کعبۂ معظّمہ و عرشِ عظیم، نمی دانم ہیچ مومن را کہ توقف کند۔

(ص ۱۳۹ مدارج النبوت ج ۱ ، طبع سکھر) ترجمہ :۔ امام تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر زمین کے اُس ٹکڑے کو جو اعضائے پاکِ مصطفےٰ کو چھو رہا ہے تمام اماکن و مواضع پر ترجیح و تفضیل دیں یہاں تک کہ کعبۂ معظّمہ اور عرشِ عظیم پر ، تو مَیں نہیں سمجھتا کہ کوئی مومن اس میں توقّف کرے گا۔

امام قسطلانی

عظیم محدّث ، بے نظیر شارح ، عدیم المثال سیرت نگار جن کی کتاب مواہب اللدنیہ سیرتِ مصطفےٰ پر اتھارٹی کی حیثیت رکھتی ہے اور جس سے امام سیوطی جیسے عالِم اور محقّق نے استفادہ کیا ، بخاری شریف کی معروف شرح ارشاد الساری میں کتاب الصّوم سے پہلے بالکل متّصل باب میں حضرت عمر کی مشہور دُعا " اللھم ارزقنی شھادۃ فی سبیلک واجعل موتی فی بلد رسولک صلی اللہ علیہ وسلم " کے تحت فرماتے ہیں کہ اِس دُعا کے مطابق حضرت عمر ابن لولوء کے ہاتھوں مدینہ میں شہید ہوئے اور نبیٔ کریم کے پاس ، ابوبکر صدّیق کے پہلو میں دفن ہوئے۔ تینوں اصحاب ایک ہی حِصّے میں دفن ہیں۔" اِس کے بعد فرماتے ہیں :۔

" ھی اشرف البقاع علی الاطلاق " (ص ۳۴۳ ارشاد الساری ج ۳)

ترجمہ :۔ زمین کا یہ حصّہ علی الاطلاق (بغیر کسی استثناء کے) سب سے افضل و اشرف ہے

علّامہ سیوطی

محدّث ، مفسّر ، فقیہ ، اصولی ، نحوی ، عظیم مصنّف ، شارح ، مورّخ ، فاضل اور دسویں صدی

ہجری کے عظیم مجدد جن کی تصانیف کا اندازہ ساڑھے پانچ سو کے قریب ہے جو بیس ۲۰ سے زیادہ علوم کو حاوی ہیں اور اکثر و بیشتر تصانیف کئی کئی جلدوں میں ہیں۔ کثرتِ تصانیف میں یگانۂ روزگار تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص و فضائل پر خصائص کبریٰ و صغریٰ جیسی بےمثال یادگار چھوڑی جس کی نظیر اس کے بعد نظر نہ آئی۔ اسی کتاب میں آپ ایک باب باندھتے ہیں، جس کے عنوان ہی سے آپ کے عقیدے کا اندازہ ہوجاتا ہے۔

باب اختصاصہ صلی اللہ علیہ وسلم بتفضیل بلدہ علی سائر البلاد وبان الدجال والطاعون لاید خلہا وبفضل مسجدہ علی سائر المساجد وبان بقعۃ التی دفن فیہا افضل من الکعبۃ والعرش	یہ باب اِس خصوصیت کے بیان پر ہے کہ آپ کا شہر تمام شہروں سے افضل ہے اور یہ کہ دجال اور طاعون شہر مدینہ میں داخل نہ ہوں گے اور آپ کی مسجد تمام مساجد سے افضل ہے۔ اور اس بات کے بیان میں کہ جس بقعہ میں آپ دفن ہیں وہ کعبہ اور عرش سے بھی افضل ہے۔
(ص ۲۰۳ خصائص کبریٰ جلد ۲)	

امام ابن حجر مکی

خاتمۃ المحققین حضرت علامہ امام ابن حجر مکی اپنی کتاب الجوہر المنظم میں جو خاص حضور سیدِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پاک کی زیارت کی نیت سے سفر کرنے اور اِس مسئلے کے دیگر متعلقات پر مشتمل ہے، ایک مقام پر فرماتے ہیں:

انہا افضل الارض علی الاطلاق (ص۳۲ الجوہر المنظم طبع لاہور)

بیشک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پاک علی الاطلاق زمین کا سب سے افضل حصہ ہے

عبد الحق محدّث دہلوی

متحدہ ہندوستان بلکہ پورے برّ صغیر کو سب سے پہلے باقاعدہ علوم حدیث سے متعارف کرانے والے اور ترویج دینے والے برّ صغیر کے اکثر محدثین کے شیخ بلکہ شیخ الشیوخ شیخ محقق برکۃ المصطفٰی فی الہند العلامہ المحدّث العالم الفاضل الکامل حامل لواء الحق والدّین حضرت اقدس سیّدنا و برکتنا شاہ عبد الحق محدّث دہلوی تاریخِ علم و فضل کی وہ عظیم ہستی ہیں جنہوں نے علمِ حدیث کی ترویج کے لئے انقلابی قدم اُٹھایا اور پورے برّ صغیر کو علم حدیث کی جلوہ باریوں سے معمور کر دیا اور مابعد آنے والے محدّثین میں سے کوئی ایسا نہیں جس نے آپ کے فیضانِ علمی سے حصّہ نہ پایا ہو۔ اِس پہلو سے شیخ محقق اسلامیانِ برّ صغیر کے محسنِ اوّل ہیں۔ آپ کے زمانے سے لیکر اب تک جہاں جہاں بھی قال اللہ اور قال الرسول کے سرمدی نغمے گونجے اور جہاں جہاں بھی علومِ حدیث کے گلشن آباد ہوئے اُن کی داغ بیل ڈالنے والی شخصیت کوئی اور نہیں بلکہ حضرتِ اقدس شیخ محقق دہلوی کی ذاتِ بابرکات ہے۔ شیخ دہلوی کی اِس خصوصیت میں آپ کا کوئی ہمسر و ہم پایہ نہیں۔ سب سے بڑھ کر جو کارنامہ اور عظیم خدمت آپ نے انجام دی وہ اہلسنّت کے ایک ہزار سالہ مُعتقدات اور مسلّمات کی منظّم علمِ کلام کی

صورت میں تدوین ہے۔ اِس ضمن میں آپ کی تصانیف مدارج النبوّت شریف اور تکمیل الایمان کا احسان دنیا بھر کے مسلمان کبھی بھی فراموش نہ کر سکیں گے، اور اس کے لئے شیخ محقق کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے ایسے وقت میں جبکہ بہت سے علماء و فضلاء کو محض اس بناء پر دشمنانِ رسول کی طرف سے قتل کر دیا گیا کہ وہ عظمت و مقامِ مصطفٰے کو اُجاگر کرتے تھے اور انہوں نے اپنی تحریروں اور کتابوں میں مقامِ نبوّت کو واضح کیا تھا۔ شیخ محقق نے دشمنان رسول کے مقابلے میں کمرِ ہمّت باندھی اور کھُل کر میدان میں آئے اور عظمت مصطفٰے و مقامِ نبوّت کے ہر ہر پہلو اور ہر ہر گوشے پر لکھا اور کھُل کر لکھا، ہر مبحث پر ایسی دادِ تحقیق دی کہ ایمان والوں کے سینے کھل گئے۔ زیادہ تفصیل کا یہ مقام نہیں۔ شیخ محقق کی زندگی آپ کے کارناموں اور خدمات پر میں کام کر رہا ہوں۔ انشاء اللہ العزیز جلد ہی اِس موضوع پر ایک علیحدہ کتاب پیش کی جائے گی، اس میں میں کوشش کروں گا کہ آپ کی خدمات اور کارناموں کا مکمّل تذکرہ ہو۔ وما توفیقی اِلّا باللہ۔

یہی شیخ محقق دہلوی اپنی ایمان افروز باطل سوز عظیم الشّان اور جلیل القدر تصنیف مدارج النّبوّت شریف میں امام تاج سبکی سے نقل فرماتے ہیں:۔ "کدام جنّت است کہ بر قبرِ شریف آنرا فضل نہند۔ قبر شریف افضل است از تمامۂ اماکن چہ بہشت و چہ جز آں و گفتہ است اگر آنرا بر عرش عظیم فضل نہند۔ نمیدانم ہیچ مومن صادق را کہ توقف کند در آں کہ ہمہ طفیل شریف

اوست۔ (ص ۴۵ مدارج النبوت ج ۲ طبع سکھر) ترجمہ:۔ امام تاج الدین سبکی فرماتے ہیں کہ کون سی جنت ہے کہ جسے ہم قبرِ رسول پر فضیلت دیں؟ قبرِ رسول بہرحال افضل ہے تمام جگہوں سے چاہے جنت ہو یا کچھ اور۔ نیز فرمایا ہے کہ اگر آپ کی مقدس قبر کو عرشِ عظیم پر فضیلت دیں تو میں نہیں سمجھتا کہ کسی مومنِ صادق کو اس سے انکار ہوگا، جبکہ کائنات کی ہر چیز آپ ہی کے طفیل سے ہے۔

٭عبدالحق محدّث کی جذب القلوب کا حوالہ:۔ تاریخ و فضائلِ مدینہ منورہ پر شیخ محقق دہلوی کی کتاب جذب القلوب الیٰ دیار المحبوب کے دوسرے باب کے ابتدائیے میں ہے اور جس کا ترجمہ یہ ہے کہ "بعد اجماع تمام علماء رحمۃ اللہ علیہم کے اُس مقام کو فضیلت ہے جو اعضائے شریفہ سیّد کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم کو موضع قبر شریف سے ملائے ہوئے ہے، تمام اجزائے زمین سے افضل ہے یہاں تک کہ خانۂ کعبہ سے بھی۔ اور بعض علماء نے تو یہاں تک کہا ہے کہ تمام سمٰوٰت حتیٰ کہ عرش سے بھی۔" (ص ۱۳ جذب القلوب مترجم)

ملا علی قاری الامام المہام ناصر السّنۃ و قامع البدعۃ المحدث الفاضل الفقیہ جن کی جلالتِ شان اور عظمتِ علمی پر آپ کی تصانیف شاہدِ عدل ہیں جن کو گیارہویں صدی کا مجدد بھی مانا گیا ہے اپنے دور کے عظیم ترین فضلاء میں سے تھے۔ آپ امام قاضی عیاض کی شفا شریف کی شرح میں فرماتے ہیں:۔

ان مکۃ لکونہا من الحرم — بیشک مکہ حرم محترم ہونے کے سبب شہر

المحترم اجماعا افضل من	مدینہ سے بالاجماع افضل ہے ماسوائے
نفس المدینة ماعدا التربة	تربت پاک کے، اس لئے کہ وہ کعبہ بلکہ
السکینة فانها افضل من	عرش سے بھی افضل ہے جیسا کہ ایک
الکعبة بل من العرش علی	جماعت نے کہا ہے۔
ماقاله جماعة (ص ۱۶۲ شرح شفا ج ۲)	

اسی طرح اپنی دوسری کتاب مرقاۃ المفاتیح میں فرماتے ہیں :-

الاجماع علی تفضیل ماضم	اس پر اجماع ہے کہ جو جگہ اعضاء شریفہ
الاعضاء الشریفة حتی علی	سے متصل ہے وہ افضل ہے، یہاں تک
الکعبة المنیفة وان الخلاف	کہ کعبۂ مقدسہ پر بھی۔ اور جو اختلاف
فیماعداه ونقل عن ابن	ہے وہ اس کے سواء میں ہے، بلکہ ابن
عقیل الحنبلی ان تلك	عقیل حنبلی نے نقل کیا کہ بیشک وہ بقعہ
البقعة افضل من العرش.	عرش سے بھی افضل ہے۔

(ص ۱۹۰ مرقاۃ ج ۲)

اسی کتاب میں ایک اور مقام پر فرماتے ہیں :-

ان مکة افضل من المدینة	بیشک مکہ مدینہ سے افضل ہے جیسا کہ
کما علیه الجمهور الا	جمہور کا مسلک ہے مگر وہ بقعہ جو اعضاء
البقعة التی ضمت اعضاءه	پاک رسول سے ضم ہو رہا ہے وہ مکہ سے
علیه الصلاة والسلام فانها	بلکہ کعبہ سے بلکہ عرش سے بھی افضل و اعلیٰ

افضل من مکة بل من ہے۔
الکعبة بل من العرش
اجماعاً۔ (صنا مرقاۃ ج ٦)

مزید اسی کتاب اور اسی جلد میں حدیث "ما علی الارض بقعة احب الی ان یکون قبری بہا" کے تحت فرماتے ہیں:۔

قد قام الاجماع علی انہا من مکة بل من الکعبة بل من العرش الاعظم واللہ تعالیٰ اعلم (صنہ مرقاۃ ج ٦)	اِس بات پر اجماع قائم ہو چکا ہے کہ بیشک وہ جگہ مکّہ بلکہ کعبہ بلکہ عرشِ اعظم سے بھی افضل ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

اس کے علاوہ ملّا علی قاری ہی کی کتاب الزبدۃ کا حوالہ بھی آگے گذر چکا ہے۔

حضرات قارئینِ کرام! آپ دیکھ رہے ہیں کہ ملا علی قاری نے ایک نہیں بلکہ پانچ پانچ مقامات پر اس مسئلے میں اپنا عقیدہ بہت واضح اور بیّن طور پر لکھا ہے، پھر اس کے بعد بھی ابنِ تیمیہ کے اس قول کی کیا وقعت رہ جاتی ہے جو کہتا ہے کہ "لا یعرف احد من العلماء فضل تراب القبر علی الکعبة الا القاضی عیاض ولم یسبقه احد الیه ولا وافقه احد علیه۔" (ص ۲۹۲ ج ۲ فتاویٰ صغریٰ)

زباں سے نیچے اترے زہرِ غم تب دیکھئے کیا ہو — ابھی تو تلخیٔ کام و دہن کی آزمائش ہے

علّامہ حلبی

علّامہ نورالدّین حلبی بن برہان الدّین حلبی اپنی کتاب سیرت انسان العیون معروف بہ سیرت حلبی میں فرماتے ہیں:

قام الاجماع ان هذا الموضع	اِس بات پر اجماع قائم ہو چکا ہے کہ وہ
الذی ضم اعضاءه الشریفة	جگہ جو اعضاءِ مصطفوی کو لگی ہوئی ہے
صلی اللّٰه علیه وسلم افضل	زمین کا سب سے افضل خطّہ ہے، یہاں
بقاع الارض حتی موضع	تک کہ کعبہ کی جگہ سے بھی، اور بعض نے
الکعبة الشریفة قال بعضهم	فرمایا کہ صرف زمین ہی نہیں بلکہ آسمان
وافضل من بقاع السمٰوٰت	کے ہر حصّے سے افضل ہے بلکہ عرشِ
ایضاً حتی من العرش۔	الٰہی سے بھی۔

(ص ۳۶۶ سیرت حلبی جلد ۳)

علّامہ خفاجی

شارح بیضاوی علّامہ شہاب خفاجی اِس مسئلے پر طویل بحث کرنے کے بعد ماحصل بیان کرتے ہیں اور قبرِ پاکِ رسول کی افضلیت پر دلیل دیتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:۔

قد یُقال تفضیلها علی الکعبة	قبرِ رسولِ پاک کی افضلیت کعبہ بلکہ عرش و
والعرش والکرسی انما ثبت	کرسی پر کہی جاتی ہے یہ حضور کے اس
بعد دفنه فیها۔	میں دفن ہونے کے بعد ہے۔

(ص ۲۱۹ فتح الملہم ج ۳)

(اِس لئے کہ اب اسے افضل الخلائق واشرف الکائنات سے تعلّق ہوگیا،

جس سے بڑھ کر شرف و فضیلت اور کوئی نہیں۔ پس یہ قاعدہ اور ضابطہ یاد رکھنے کا ہے۔)

علّامہ مناوی عظیم ترین محدّث اور شارح احادیثِ مصطفےٰ علّامہ عبدالرؤف مناوی شافعی امام سیوطی کی الجامع الصغیر کی شرح فیض القدیر میں حدیث پاک "المدینة خیر لهم من مکة" (مکّہ سے مدینہ اچھّا ہے) کے تحت فرماتے ہیں:۔ "..... اس لئے کہ وہ حرمِ رسول ہے، مہبطِ وحی ہے، برکات کا نزول وہاں ہوتا ہے وہیں سے اسلام کو عروج ملا، وہیں شریعت کامل ہوئی۔ شہر مدینہ کے شہر مکّہ سے افضل ہونے کا مسلک حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت امام مالک اور اکثر علماءِ مدینہ کا ہے۔ لیکن جمہور کا مسلک یہ ہے کہ شہر مکّہ شہر مدینہ سے افضل ہے اور کعبہ بھی شہر مدینہ سے افضل ہے۔"

والخلاف فیما عدا الکعبة فهی افضل من المدینة اتفاقاً خلا البقعة التی ضمت اعضاء الرسول صلی اللہ علیه وسلم فهی افضل حتی من الکعبة کما حکی عیاض الاجماع علیه (ص ۲۶۴ فیض القدیر جلد ۶ طبع بیروت)

(امام مالک اور اُن سے متفق علماء کا) اختلاف کعبہ کے سوا میں ہے اس لئے کہ وہ بھی کعبہ کو شہر مدینہ سے افضل ہی مانتے ہیں لیکن پھر شہر مکّہ کی نسبت شہر مدینہ کو افضل قرار دیتے ہیں اور وہ لوگ جو مکہ کو مدینہ سے افضل مانتے ہیں وہ بھی اُس خطّہ پاک کو جو اعضاءِ رسول سے متصل ہے افضل ہی مانتے

ہیں، کعبہ سے بھی، جیسا کہ اس پر قاضی عیاض
نے اجماع نقل کیا ہے۔

علامہ فاسی یہ مسئلہ صرف علماءِ ظاہر ہی کا متفقہ اور مسلمہ نہیں بلکہ اصحابِ کشف و شہود بھی اس کے مقر اور مثبت ہیں۔ عارف باللہ شیخ الدمام محمد المہدی الفاسی مرصفی کے نواسے شیخ عبداللہ عمری کی کتاب الشجرۃ المفرعہ فی المسائل المتنوع سے نقل کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں،

السماء افضل من الارض الابقعۃ فی الارض ضمت اعضاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم فھی افضل منہا حتّٰی من العرش والکرسی۔

(ص ۱۹۱ مطالع المسرات طبع لاہور)

(چوں کہ آسمان پر عرش، کرسی، جنّت، لوح قلم، بیت المعمور اور فرشتوں کے مقامات ہیں اس لئے) آسمان زمین سے افضل ہے اور زمین کا وہ حصّہ جو اعضاءِ مصطفٰے سے ضم ہو رہا ہے وہ بہر حال افضل ہے نہ صرف آسمان سے، جنّت سے، بیت معمور سے بلکہ عرش و کرسی سے بھی۔

علامہ اسمٰعیل حقی الامام العالم الفاضل الجامع بین البواطن والظواہر مفخر الاماثل والاکابر خاتمۃ المفسّرین قدوہ اربابُ الحقیقۃ والیقین قطب زمانہ منبع جمیع العلوم شیخ اسمٰعیل حقی رومی جن کی تفسیر رُوح البیان مشہورِ زمانہ ہے جس میں

آپ ایک عظیم نکتہ داں نکتہ رس مفسر کے روپ میں سامنے آتے ہیں۔
آپ کے بیان کردہ حقائق اور دقائق اس پائے کے ہیں کہ ان کو سطحی نظر رکھنے والے سمجھ تک نہیں سکتے۔ کچھ اصحاب علم اپنی کم فہمی کی بنیاد پر صاحب روح البیان پر عدم اعتماد کا اظہار کرتے نظر آتے ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ اُن کی کم علمی بلکہ یہ کہوں تو قطعاً مبالغہ نہ ہوگا کہ یہ ان کی سوء فہمی ہے۔ جس نے بھی حقیقت کی نظر سے رُوح البیان کو پڑھا ہے وہ آپ کے کمالِ علمی اور نکتہ رسی اور حقیقت بیانی کا قائل ہوگا۔ بعض مقامات پر ضعف وسقم کا الزام لگایا جاتا ہے مگر عند التحقیق وہ بھی ہبار منثورا ہیں۔ بہر حال علامہ اسمٰعیل حقی ایک عارف باللہ تھے، ظاہری و باطنی علم سے بہرہ ور تھے جس پر ان کی تفسیر گواہ ہے۔ آپ آیت کریمہ "لقد جاء کم رسول من انفسکم" کی تفسیر میں فرماتے ہیں:۔

كان عليه السلام علة غائية لوجودِ كلِ كونٍ فوجوده الشريف وعنصره اللطيف افضل الموجودات الكونية وروحه المطهر امثل الارواح القدسية وقبيلته افضل القبائل ولسانه خير الالسنة وكتابه خير الكتب

چوں کہ حضور علیہ السّلام کائنات کی ہر چیز کے لئے علّتِ غائیہ ہیں کہ آپ ہی کے سبب ہر ایک کو وجود ملا، پس آپ کا وجود شریف وعُنصرِ لطیف تمام کائنات سے افضل ہے آپ کی رُوح تمام قُدسی رُوحوں سے مثالی ہے، آپ کا قبیلہ تمام قبیلوں سے افضل، آپ کی زبان تمام زبانوں سے اچھی، آپ پر نازل

الالٰهية وآله واصحابه خير
الآل وخير الاصحاب وزمان
ولادته خير الازمان وروضته
المنورة اعلى الاماكن مطلقاً
(ص ۵۴۳ روح البیان ج ۳)

ہونے والی کتاب خیر الکتب الالٰہیہ، آپ
کے آل واصحاب سب سے بہتر آل و اصحاب،
آپ کا زمانۂ ولادت مطلقاً سب سے بہتر زمانہ
اور آپ کا روضۂ پاک علی الاطلاق تمام جگہوں
سے اعلیٰ و افضل۔

علامہ شامی

علامہ علاؤالدین حصکفی بغدادی درمختار میں اور
اس کی شرح میں خاتمۃ المحققین عمدۃ الفقہاء
علامہ سید احمد ابن عابدین فرماتے ہیں:۔

مكة افضل منها على الراجح
الا ما ضم اعضاءه عليه
السلام فانه افضل مطلقاً
حتى من الكعبة والعرش
والكرسى (ص ۶۳۶ درمختار جلد ۱)

راجح قول پر مکہ افضل ہے سوائے اس
ٹکڑے کے جو حضور کے بدن سے لگ
رہا ہے اس لئے کہ وہ مطلقاً افضل ہے
یہاں تک کہ کعبہ اور عرش و کرسی سے
بھی۔

(الشامى فى حاشيته) ناقلاً
من اللباب فما ضم اعضاءه
الشريفة فهو افضل بقاع
الارض بالاجماع ايضاً نقل
عن على ابن عقيل الحنبلى

(شامی اپنے حاشیہ میں) لباب سے نقل
کرتے ہوئے فرماتے ہیں، جو جگہ جسم پاک سے
لگ رہی وہ بالاجماع زمین کا سب سے
بہترین حصہ ہے اور ابن عقیل حنبلی سے
نقل کرتے ہیں کہ وہ ٹکڑا عرش سے بھی

ان تلك البقعة افضل من العرش وقد صرح الفاكهانی بتفضیل الارض علی السموٰت لحلوله صلی اللہ علیه وسلم فیها۔ (ص ۶۲۶ رد المختار جلد ۱)

افضل ہے اور فاکہانی نے بھی اس کی تصریح کی ہے کہ آپ کے زمین میں حلول کرنے کی وجہ سے زمین آسمانوں سے بھی افضل ہے۔

علامہ شامی کی دوسری کتاب تنقیح فتاویٰ حامدیہ باب خطر و اباحت میں ہے کہ امام ابن حجر مکی سے سوال ہوا کہ زمین افضل ہے یا آسمان؟ تو انہوں نے فرمایا کہ "ہمارے اکثر ائمہؒ کے نزدیک آسمان افضل ہے کیونکہ اس میں اللہ کی نافرمانی نہیں ہوتی اور نہ وہاں ابلیس کا فساد ہے۔ اسی طرح اکثر حضرات زمین کے افضل ہونے کے بھی قائل ہیں کہ اسی میں انبیاء کرام کے مستقر اور قبریں ہیں۔" پھر اس کے بعد علامہ شامی فرماتے ہیں:۔

وفی خلاصة الوفا للسمهودی رحمه اللہ تعالیٰ نقل عیاض وقبله ابوالولید وغیرهما الاجماع علی تفضیل ما ضم اعضاءه الشریفة حتی علی الکعبة کما قاله ابن عساکر فی تحفته وغیره بل نقل

علامہ سمہودی کی خلاصۃ الوفاء میں ہے کہ قاضی عیاض اور ان سے پہلے ابوالولید الباجی نے حضور کے جسمِ پاک سے لگے زمین کے حصے کا افضل ہونا حتیٰ کہ کعبہ سے بھی، نقل کیا ہے، اور یہی بات امام ابن عساکر نے اپنے تحفہ میں لکھی ہے۔ بلکہ علامہ تاج الدین سبکی نے ابن عقیل

التاج السبکی عن ابن	حنبلی سے عرش سے افضل ہونا نقل کیا
عقیل الحنبلی انہا افضل	ہے اور فاکہانی نے تصریح کی ہے کہ زمین
من العرش وصرح التاج	کا وہ حصہ تمام آسمانوں سے افضل ہے
الفاکہانی بتفضیلہا علی	بلکہ ظاہر تو یہ ہے کہ زمین میں حضور کے
السمٰوٰت بل قال الظاہر	موجود ہونے سے ساری زمینیں آسمانوں
المتعین تفضیل جمیع	سے افضل ہیں۔
الارض علی السماء لحلولہ	
علیہا الصلوٰۃ والسلام فیہا۔	

(ص ۳۳۲ تنقیح فتاویٰ حامدیہ جلد ۲)

علامہ آلوسی

اب میں ایک ایسی شخصیت کا حوالہ پیش کر رہا ہوں اخیر دور میں جن کے پائے کا مفسر اور صاحب نظر پیدا نہیں ہوا، اور ایک ہی نہیں بلکہ تین تین حوالے۔ علامہ آلوسی معقول و منقول پر مجتہدانہ بصیرت کے حامل ہیں اور علم حدیث، رجالِ حدیث اور فن حدیث میں اتنے پختہ کار ہیں کہ دورِ حاضر کے ایک عظیم محقق انہیں ابن کا مثیل قرار دیتے ہیں۔ آپ کی تحقیقی کاوشوں میں فکر و نظر کے نئے آسمان کھلتے نظر آتے ہیں۔ نہ صرف علماءِ ظاہر میں آپ سب کے نزدیک مقبول و مسلّمہ بلکہ علماءِ باطن کی آنکھوں کا تارہ بھی ہیں۔ درس و تدریس اور افتاء، و قضاء کی عظیم ذمہ داریاں نبھانے کے ساتھ ساتھ قلیل عرصے

میں جو جواہر پارے آپ نے ترتیب دیئے اور ورثہ میں چھوڑے ہیں، اُن پر حیرت ہوتی ہے۔ یقیناً آپ اپنے دَور کے بہت سے اَفاضِل پر بھاری تھے۔ لیکن افسوس کی بات ہے کہ آپ کے ساتھ ناانصافی بھی بہت ہوئی ہے اور وہ اِس طرح کہ آپ کے وارث اور خلف خصوصاً سید نعمان آلوسی آپ کے صاحبزادے نے دُنیوی غرض اور مفاد کی خاطر اور اپنے غلط نظریات کی تشہیر کی خاطر آپ کی کتابوں کو استعمال کیا، بلکہ آپ کی تفسیر میں بہت سے مقامات پر خُرد بُرد کرنے اور اپنے نظریات شامل کرنے سے بھی نہ چُوکا جو کہ بہت بڑا ظلم اور ناانصافی ہے۔ بہت سے ایسے مقامات جہاں علاّمہ آلوسی نے عقائد و مراسم اہلسنّت کی بھرپُور تائید اور تصویب فرمائی تھی، اُن کے بیٹے نے اُن میں تحریف کر کے کچھ کا کچھ کر ڈالا، اور خیانتِ عظیم کا ارتکاب کیا۔ تفسیر رُوح المعانی کے مطالعہ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ نعمان آلوسی نے جہاں جہاں موقع پایا ہاتھ کی صفائی دِکھادی، تفسیر کے مسودے کا پورا ذخیرہ ایک ساتھ کبھی اس کے ہاتھ نہیں آیا ورنہ وہ پوری تفسیر کو اپنے غلط نظریات کا تختۂ مشق بنا کر چھوڑتا۔ مگر خدا کا شکر ہے کہ اس کی یہ چوری پکڑی گئی کیوں کہ بین السّطور نے اس کی غمّازی کردی۔ اِس تکلیف دہ حقیقت کا بہت سے اہلِ علم نے انکشاف کیا ہے بلکہ بلکہ میں تو کہتا ہوں کہ جو شخص بھی رُوح المعانی کا مطالعہ کرے گا وہ اِس بات کی تائید کرے گا کہ نعمان آلوسی نے اپنے باپ کے ساتھ ناانصافی کی ہے

یہی وجہ ہے کہ علامہ آلوسی کی تفسیر میں بہت سے مقامات پر اختلاف پایا جاتا ہے۔ بعض جگہوں پر ایک مسئلے کے کسی پہلو کی تصویب اور تائید ہے تو دوسری جگہ پر اُس کی تردید اور مخالفت! جس کا ظاہر مطلب یہ ہے کہ نعمان آلوسی کو جہاں جہاں موقع مِلا وہ تفسیر روح المعانی کی رُوح کو زخمی کرتا گیا، لیکن "روحُ المعانی" اسم بامسمّٰی ثابت ہُوا اور نعمان آلوسی اُس کی رُوح کو مُردہ نہ کرسکا، کیوں کہ بہت سے مقامات اُس کی ظالمانہ تحریف سے محفوظ بھی رہ گئے ہیں جس کو تفسیر میں دیکھا جاسکتا ہے۔ نعمان آلوسی کی خیانت کا تفصیلی انکشاف میں اپنی کتاب "علّامہ آلوسی اور اُن کا مقامِ تحقیق" میں کروں گا، یہاں صرف دَورِ حاضر کے ایک عظیم صاحب نظر اور محقق علّامہ زاہد کوثری مصری کی کتاب "محق التقول فی مسئلہ التوسل" کا حوالہ دُوں گا، جس میں زاہد کوثری نے نعمان آفندی آلوسی کی اِس چوری کا ذکر کیا ہے "قد غلط الألوسی وابنہ المتصرف فی تفسیرہٖ بعض غلطٍ" لیکن تحریفات کے باوجود حضور صادق و اَمین صلی اللہ علیہ وسلم کی قبرِ پاک کی افضلیت کا ذکر آج بھی علّامہ آلوسی کی تفسیر میں ابنِ تیمیہ کو جھٹلا رہا ہے۔ یعنی علّامہ آلوسی بھی حضور سیّد کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی قبرِ مقدّس کے کائنات کی ہر چیز سے اعلیٰ و افضل ہونے کے قائل ہیں۔ سورۂ دخان کی ابتدائی آیت "انا انزلنا فی لیلۃ مبارکۃ"

کی تفسیر میں زمان و مکان کی حقیقت، ان کی ماہیت، ان کے عوارض ولواحق، ان کے اثرات اور فوائد اور اس سے متعلق دیگر موضوعات پر طویل بحث کرنے کے بعد آپ فرماتے ہیں کہ اہلسنّت کے نزدیک تمام زمانے اور تمام مقامات برابر اور مساوی ہیں، ان میں اگر کوئی قدر یا فضیلت آتی ہے وہ خارج کا معاملہ ہوتا ہے اور پھر اس کے بعد قبرِ رسول کے متعلق فرماتے ہیں:۔

البقعة التی ضمّته صلی اللہ علیہ وسلم فانها افضل البقاع الارضیة والسماویة حتی قیل وبہ اقول انها افضل من العرش۔	وہ حصّہ یا زمین کا وہ ٹکڑا جو آپ کے جسم سے متّصل ہے وہ تمام مقاماتِ ارضی وسماوی سے افضل ہے، یہاں تک کہ کہا گیا ہے، اور میں بھی یہی کہتا ہوں کہ وہ عرش سے بھی افضل ہے۔

(ص ۱۱۲ ج ۲۵ روح المعانی)

سورۂ کہف کی آیۃ کریمہ "لنتخذن علیهم مسجدا" پر بحث کرتے ہوئے قبور کے جوار میں یا قبور پر بنیاد بنانے، مسئلۂ توسّل اور قبر کے ساتھ پسماندگان کے معاملات پر لکھنے کے بعد فرماتے ہیں:۔

"هو افضل قبر علی وجه الارض بل افضل من العرش"۔

(ص ۲۳۹ روحُ المعانی ج ۱۵)

اِسی طرح ایک اور مقام پر آیۃ کریمہ "وابتغوا الیه الوسیلة"

کے تحت فرماتے ہیں :-

"انہ افضل من العرش" بیشک قبرِ رسول عرش سے افضل ہے

(ص ۱۲۵ روح المعانی ج ٦)

اگر روح المعانی کا بالاستیعاب مطالعہ کیا جائے تو اس سے زائد مقامات سامنے آسکتے ہیں۔ بہرحال اِن تین حوالوں سے علامہ آلوسی کا مسلک اِس مسئلے میں ظاہر و باہر ہے۔

علامہ خرپوتی

علامہ خرپوتی (عمر بن احمد) قصیدہ بردہ شریف کے بیت "محمد سید الکونین والثقلین" کی شرح میں فرماتے ہیں :- "بلدہ افضل البلاد ومسجدہ افضل المساجد والبقعۃ التی دفن فیھا افضل من الکعبۃ"۔

(ص ۷ شرح الخرپوتی علی البردہ)

آگے جا کر بیت "لاطیب یعدل تربا ضم اعظمہ" کی شرح میں فرماتے ہیں کہ حضرت امام بوصیری کا یہ فرمانا کہ "کوئی خوشبو حضور کے جسم سے لگی مٹی کی خوشبو کے برابر نہیں ہو سکتی"۔ اِس لئے ہے کہ آپ کا روضہ "روضۃ من ریاض الجنۃ" ہے اور آپ کا جسمِ پاک اِتنا لطیف اور طیب ہے کہ علماء فرماتے ہیں :-

"ان تربۃ قبرہ افضل من البیت والمسجد الاقصیٰ" بیشک آپ کی قبر کی مٹی بیت اللہ بلکہ عرش و کرسی سے افضل ہے۔

والعرش والکرسی" (ص ۱۱ شرح الخربوتی)

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں کہ ہر چیز کو حضور سے شرف مِلتا ہے اور اسی لئے آپ کو مکہ پاک سے مدینہ طیّبہ ہجرت کروائی گئی تا کہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ مکہ مکرّمہ جو ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السّلام کی نسبت سے بابرکت اور دیگر شعائر کی وجہ سے باعظمت ہے، اس سے حضور کو بھی عظمت وبرکت ملی جبکہ حقیقت بالکل اس کے برعکس ہے اور آپ کی عظمت کو ظاہر کرنے کے لئے ہی آپ کو مدینہ پاک ہجرت کروائی گئی تاکہ آپ کی عظمت کا کسی باعظمت شے سے مستغنی ہونا ظاہر و باہر ہوجائے اور مدینۂ منوّرہ آپ کے قدموں کی برکت سے اِس قدر اعلیٰ و افضل ہوجائے کہ

"اجمعوا انّ الموضع الذی ضم اعضاءہ الکریمۃ افضل من جمیع البقاع"	(علماء نے) اِجماع کیا ہوا ہے کہ بیشک روضۂ مقدّسہ تمام جگہوں اور مقامات سے افضل و اعلیٰ ہے۔

(ص ۱۳۹ شرح الخربوتی)

علّامہ نبہانی محققِ زمانہ عاشقِ رسول علّامہ یوسف بن اسمٰعیل نبہانی بیروتی اپنی عظیم الفائدہ اور کثیر النفع کتاب جواہر البحار شریف میں علّامہ سیوطی سے نقل فرما کر مقرر رکھتے ہیں:۔ "ان البقعۃ التی دفن فیہا افضل من الکعبۃ ومن العرش"

(ص ۵۴۹ جواہر البحار جلد ا حصہ ۲ مترجم) اور دو صفحہ بعد ابن عقیل حنبلی سے

نقل فرما کر اسے بھی مقرر رکھتے ہیں کہ "ذکر ابن عقیل الحنبلی انہ افضل من العرش" (ص ۵۵۱ جواہر البحار ج ۱ حصہ ۲ مترجم)

یوں ہی علامہ نبہانی کی کتاب شواہد الحق مترجم علامہ محمد اشرف سیالوی کی ایک عبارت یہ ہے :۔ "قبرِ انور کی خاکِ پاک جو اعضاء مبارکہ سے متصل ہے وہ بیت اللہ اور عرشِ اعظم سے بھی افضل ہے"۔ (ص ۱۶۵ شواہد الحق مترجم علامہ محمد اشرف سیالوی، طبع لاہور)

یوں ہی آگے ایک عبارت یہ بھی ہے :۔ "اِس پر سب کا اِجماع اور اتفاق ہے کہ وہ حصہ جو سرورِ انبیاء علیہ وعلیہم السلام کے اعضاء سے منضم اور متصل ہے وہ ہر مکان سے افضل ہے حتیٰ کہ کعبہ وغیرہ سے بھی"۔ (ایضاً)

علامہ سید احمد بن عبد الغنی بن عمر عابدین

آپ خاتمۃ المحققین عمدۃ الفقہاء، سید احمد بن عابدین شامی کے بھتیجے ہیں۔ نہایت فاضل، نکتہ رس فقیہ تھے۔ آپ "نثر الدرر علی مولد ابن حجر" (جو امام ابن حجر مکی کی "النعمۃ الکبریٰ علی العالم فی مولد سید ولد آدم" کی شرح ہے) میں فرماتے ہیں کہ "ابن عساکر کی تحفہ تفسیر روح البیان، میرے چچا ابن عابدین شامی کی تنقیح حامدیہ اور خلاصۃ الوفاء للسمہودی میں ہے کہ "الاجماع علی تفضیل ما ضم الاعضاء الشریفۃ حتی علی الکعبۃ" اور امام سبکی و ابن عقیل حنبلی سے نقل کرتے ہیں کہ "انہا افضل من العرش"

(ص ۱۱۵ جواہر البحار فی فضائل النبی المختار)

شیخ عبدالرحمٰن صفوری شافعی

صاحب نزہۃ المجالس شیخ عبدالرحمٰن صفوری فرماتے ہیں کہ بعض علماء نے تصریح کی ہے کہ حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبرِ شریف کی طرف جانا کعبہ شریف کی طرف جانے سے افضل ہے، کیوں کہ زمین کا اتنا قطعہ جس میں آپ کے اعضائے تازگی آمیز ہیں عرش وکرسی سے بھی افضل ہے۔ (ص ۳۸۱ ج ۱)

امام احمد رضا بریلوی

آپ ایک ایسی ہمہ جہت، ہمہ پہلو اور جامع الحیثیات شخصیت ہیں کہ گذشتہ ہزار سالہ علمی دَور میں آپ کی انفرادیت مسلّم ہے۔ آپ نے اپنے اور بیگانے سبھوں سے دادِ تحسین وصول کی۔ دُنیائے عِلم کا شہنشاہ، عِلم وفن جس کے سامنے ہاتھ باندھے کھڑے نظر آتے ہیں۔ نہ صرف معقول ومنقول میں سے ہر عِلم پر مجتہدانہ رسائی اور عبور رکھتے ہیں بلکہ آپ کی طبعِ رسا نے بہت سے علوم کے بند دریچے وا کیے۔ اِتنا ہی نہیں بلکہ آپ کی فکرِ بلند پرواز نے کِتنے ہی علوم کو جنم دیا۔ ایک ایسا ہمالہ جس کی بلندی اور رفعت کا اب تک اندازہ بھی نہیں لگایا جا سکا ایک بحرِ ناپیدا کنار کہ جو کوئی اس کی گہرائی وگیرائی کو جاننے کی کوشش کرتا ہے اُس کی پھر یہ حالت ہوتی ہے کہ ساحل تو کجا کوہِ جودی بھی تلاش کرنے

کے باوجود نہیں ملتا۔ اسلامی علوم کے اس آفتاب نصف النہار اور ماہتاب کامل کی ضوفشانی اور فیض رسانی کا اعتراف آج سے زیادہ کل کیا جائے گا اور آپ کا سکہ آنے والے دور میں آج سے کہیں زیادہ چلے گا۔ ایک سچا عاشقِ رسول جس کے عشق کی مہک نے نہ جانے کتنوں ہی کے دلوں کے غنچے کھلا دیئے ہیں۔ امام احمد رضا مکہ اور مدینہ کے تعلق سے منکرینِ فضائل کو فہمائش دیتے ہوئے کہتے ہیں ؎

طیبہ نہ سہی افضل مکہ ہی بڑا زاہد
ہم عشق کے بندے ہیں کیوں بات بڑھائی ہے

یوں ہی امام بریلوی کا عقیدہ یہ ہے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) ؎

پاؤں جس خاک پہ رکھ دیں وہ بھی   پاک ہے، رُوح ہے نورانی ہے

یعنی اے منکرینِ فضائلِ نبوت! یہ نہ سمجھو کہ وہ مٹی محض مٹی ہے جو حضور کے قدموں سے لگ گئی بلکہ سنو، اب وہ پاک بھی ہے، اس میں رُوح بھی ہے اور وہ نورانی بھی ہے، اور پھر یہ مقام تو اُس مٹی کا ہے جو حضور کے قدموں سے صرف ایک بار لگی ہو اور وہ جگہ جو چودہ سو سال سے حضور کے جسدِ اطہر کے ساتھ لگی ہوئی ہے اُس کی عظمتوں اور رفعتوں کو کون جان سکتا ہے؟

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کی ایک نعتیہ غزل جو آپ نے سعادتِ حج حاصل کرنے کے بعد مدینہ منورہ کے لئے روانہ ہوتے وقت کہی تھی،

نہایت دلکش پیرائے میں کعبہ شریف اور روضۂ اطہر کے تقابل لطیف پر مبنی ہے، طوالت کا خوف نہ ہوتا تو تمام اشعار نقل کرتا، صرف مطلع اور مقطع ملاحظہ کیجئے :-

حاجیو! آؤ، شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے، کعبہ کا کعبہ دیکھو
غور سے سُن تو رضاؔ کعبہ سے آتی ہے صدا
میری آنکھوں سے مرے پیارے کا روضہ دیکھو

علامہ ڈاکٹر محمد اقبال عظیم مفکر، اسلامیانِ ہند کا منفرد و یکتا شاعر، ایک عظیم صاحب دل اور صاحبِ نظر اور سچے عاشقِ رسول، ان کا بھی یہ عقیدہ ہے کہ حضور سے نسبت ہی سب سے بڑی چیز ہے اور اسی کا نتیجہ ہے کہ ؎

فخرِ پابوسی سے تیری آسماں سا ہو گئی
وہ زمیں ہم پایۂ عرشِ معلّٰی ہو گئی

اسی طرح مدینہ طیبہ کے مقام و فضیلت پر ڈاکٹر اقبال کہتے ہیں ؎

میں کیوں نہ ایماں کو تازہ کروں یہ کہہ کہہ کر
مدینہ وہ ہے کہ کعبہ جدھر نماز کرے

علامہ کاظمی غزالیٔ زماں، رازیٔ دوراں، محقق عصر، العالم الفاضل الکامل المحدّث الفقیہ المفتی السید احمد

سعید کاظمی رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ بارگاہِ مصطفوی میں حاضر تھے، رُخ قبرِ انور کی طرف تھا اور پُشت کعبہ کی جانب۔ پہرے داروں نے آپ کو اپنے رُخ سے ہٹانا چاہا اور کہا "کعبہ کی طرف پیٹھ نہ کرو بلکہ کعبہ کی طرف مُنہ کر کے حضور کی طرف پیٹھ کر لو۔" آپ نے اُن کی طرف ذرا التفات نہ کیا۔ دوسرے دن آپ کو قاضی کے سامنے پیش کیا گیا۔ قاضی نے پوچھا "کیا آپ قبرِ رسول کو کعبہ سے افضل سمجھتے ہیں؟" آپ نے فرمایا "تم کعبہ کی بات کرتے ہو! مَیں تو اس جگہ کو عرش سے بھی افضل جانتا ہوں" اُس نے پوچھا "دلیل؟" آپ نے فرمایا "دیکھو، اَز رُوئے قرآن حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے شکر گذار بندے ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، لئن شکرتم لازیدنکم ..... الآیۃ (اگر شکر کرو گے تو مَیں تمہارے مراتب میں زیادتی کروں گا۔) حضرت عیسیٰ نے شکر کیا، اللہ تعالیٰ نے مراتب میں زیادتی کی، زمین سے اُٹھا کر چوتھے آسمان پر لے گیا، حضرت عیسیٰ وہاں بھی اُس کی تسبیح و تقدیس اور اُس کی شکر گذاری میں مصروف ہیں۔ اب چاہیئے تھا کہ اُنہیں اور زیادہ بلندی پر لے جایا جاتا، یہاں تک کہ عرش پر لے جاتا، لیکن اللہ تعالیٰ اُنہیں واپس زمین پر لائے گا اور وہ حضور کے پہلو میں دفن ہوں گے، معلوم ہُوا کہ جو عظمت اور بلندی جوارِ مصطفےٰ میں ہے وہ عرش کو بھی حاصل نہیں ہے۔" حضرت علامہ کاظمی نے جب یہ دلیل قائم کی تو قاضیٔ نجد دَم بخود رہ گیا، اور ھسم

اب بھی تمام مخالفین ومنکرین کو اِس دلیل کے توڑ کی دعوت دیتے ہیں۔
ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین۔ اللہ تعالیٰ اجل مجدہ علّامہ
کاظمی کو اپنی کروڑہا کروڑ رحمتوں سے نوازے اور ان کے درجات بلند
فرمائے۔ کیسا مضبوط اور پختہ طرزِ استدلال آپ نے اختیار فرمایا! یقیناً
آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پہلو میں حضرت عیسیٰ کے دفن ہونے سے
بھی اس قطعۂ زمین کی عظمت کا پتہ چلتا ہے۔ سچ کہا ہے عزت بخاری نے،

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید اینجا

حضرات قارئین! اب تک میں نے امام مجتہد امام مالک، امام غزالی،
امام ابن عساکر، شیخ ابن عقیل حنبلی، امام قاضی عیاض، امام ابن الحاج مالکی،
امام تقی الدین سبکی، امام تاج الدین سبکی، علّامہ قسطلانی، علامہ قسطلانی،
علّامہ سیوطی، امام ابن حجر مکّی، شیخ محقق دہلوی، علّامہ ملا علی قاری، امام
مناوی، علّامہ حلبی، علّامہ خفاجی، شیخ اسمٰعیل حقی، علّامہ فاسی، صاحب
دُرِ مختار علّامہ حصکفی بغدادی، علّامہ شامی، خاتمۃ المفسرین علّامہ آلوسی
بغدادی، علّامہ خرپوتی، علّامہ عاشق رسول علامہ نبہانی، علّامہ صفوری، آبروئے
علم وفن اعلیٰحضرت امام احمد رضا، غزالیٔ دوراں علّامہ کاظمی اور شاعرِ اسلام
ڈاکٹر اقبال کے مفصّل اور مدلّل حوالہ جات کے علاوہ ابو الولید الباجی، صاحبِ
لباب، تاج الدین الفاکہانی، علّامہ سمہودی وغیرہم کے اقوال بھی مسئلہ

زیرِ بحث پر پیش کئے ہیں، اور بعض بزرگوں کے تو چار چار، پانچ پانچ، حوالے پیش کرنے کی سعادت حاصل کی ہے مثلاً علّامہ ملا علی قاری، علّامہ آلوسی اور علّامہ خرپوتی وغیرہم۔ قرآن وحدیث سے واضح اور مکمّل ثبوت دیئے جاچکے ہیں۔ علماءِ اسلام میں سے عظیم القدر اور جلیل الشان ائمّہ، محدّثین، مفسّرین، فقہاء، متکلّمین، صوفیاء اور محقّقین کی آراء آپ ملاحظہ کرچکے ہیں یہاں تک کہ عقلی دلائل بھی پیش کئے گئے۔ اب ضرورت تو نہیں لیکن مزید اتمامِ حجّت کے لئے اُن لوگوں کے بھی حوالہ جات ملاحظہ کرلیجئے جنہیں یہ شکوۂ بیجا رہا کرتا ہے کہ ہم عاشقانِ رسول نعوذُ باللہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلّم کی شان میں غلو اور مبالغہ کرتے ہیں۔

اکابرینِ علماءِ دیوبند

المہند علی المفند دیوبندی جماعت کی ایک ایسی کتاب ہے جس کی کم وبیش جماعتِ دیوبند کے سارے ہی بڑے سرکردہ اور اکابرین علماء نے تصدیق اور تائید کی ہے۔ اس کتاب کو خلیل احمد سہارنپوری نے ترتیب دیا ہے جبکہ تصدیق کرنے والوں میں سے چند بڑوں کے نام یہ ہیں:۔ شیخ الہند محمود الحسن دیوبندی، مفتی عزیز الرحمٰن، اشرف علی تھانوی، میر احمد حسن امروہوی، شاہ عبد الرحیم شاگرد گنگوہی، مولوی حبیب الرحمٰن دیوبندی، مفتی کفایت اللہ دہلوی، مولوی عاشق الٰہی میرٹھی، مولوی محمّد یحییٰ کاندھلوی،

مولوی محمدّ احمد مہتمم دیوبند خلف نانوتوی وغیرہم ، ان تمام لوگوں اور دیگر بہت ساروں نے کتاب المہند اور اس میں مذکور تمام مباحث کو حق اور صحیح قرار دیا ہے اور اس میں لکھے گئے تمام مسائل کی تائید کی ہے ۔ اسی کتاب المہند میں مذکور ہے کہ

ان البقعۃ الشریفۃ والرحبۃ المنیفۃ التی ضم اعضاءہ صلی اللہ علیہ وسلم افضل مطلقاً حتی من الکعبۃ ومن العرش والکرسی کما صرح بہ فقہاءنا	وہ حصّۂ زمین جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعضاء مبارکہ کو مَس کیئے ہُوئے ہے علی الاطلاق افضل ہے یہاں تک کہ کعبہ اور عرش و کرسی سے بھی افضل ہے ، چنانچہ فقہاء نے اس کی تصریح فرمائی ہے ۔

(ص ۲۱۹ المہند طبع جدید کراچی)

اِسی طرح ایک اور مجموعہ جسے مشہور مناظر مولوی منظور احمد نعمانی نے تالیف کیا ہے اور جس پر مولوی اشرف علی تھانوی، علامہ شبّیر احمد عثمانی ، مولوی عبدالشکور لکھنوی ، مرتضیٰ احسن دربھنگوی ، مولوی ظفر احمد عثمانی ، نعمت اللہ مانکپوری ، مولوی اسعد اللہ ناظمِ تعلیمات مظاہر العلوم نے اپنی تصدیقات لکھی ہیں اور "سیف یمانی" میں درج ہر بات کی ذمّہ داری اٹھا کر اس کی تائید کی ہے ، اس مجموعہ کے صفحہ ۱۲ پر ہے :-

"مدینۂ طیبہ کا وہ بقعۂ نور جو آخر الانبیاء خاتم الاصفیاء حضور رسالت پناہ حبیب الٰہ دو عالم کے شاہ میرے سردار مدینہ کے تاجدار کو آغوش میں لئے فلک الافلاک کو بھی شرما رہا ہے اور جو حسب تصریحِ علماءِ اُمّت عرشِ الٰہی پر بھی فوقیت رکھتا ہے"۔

دو سطروں بعد مزید لکھا ہے،

"روضۂ پاک جو نہ صرف عالمِ انسانی کا قبلہ ہے بلکہ آسمانی مخلوق کی بھی زیارت گاہ ہے"۔ (ص ۱۲ سیف یمانی طبع گوجرانوالہ)

اشرف علی تھانوی

دیوبندی اُمّت کے جامع المجدّدین اشرف علی تھانوی صاحب نے مذکورۃ الصّدر دونوں مجموعوں پر تصدیق لکھی ہے جس سے ان کا مسئلہ ثابت ہوجاتا ہے اور اسی کے ساتھ ساتھ انہوں نے اپنے فتاویٰ اور مواعظ میں بھی اِس مسئلے کو یعنی قبرِ پاک کے تمام چیزوں سے افضل ہونے کو لکھا اور زبانی بیان کیا ہے۔ تھانوی صاحب کے فتاویٰ بنام امداد الفتاویٰ ترتیب جدید جلد ۶ باب العقائد والکلام ص ۱۱۳ میں تھانوی صاحب ہی کی کتاب نیل الصّدور فی حقوق ظہور النّور کے حوالے سے ہے کہ "جب حضور کا جسدِ اطہر موافقین ومخالفین سب کے نزدیک بالاتفاق محفوظ ہے اور مع روح ہے جیسا کہ بیان کیا گیا تو ظاہر ہے" اور علماء نے بھی تصریح کی ہے کہ وہ بقعہ جس سے جسمِ مبارک خصوص مع الرّوح

مَس کیئے ہوئے ہے عرش سے بھی افضل ہے کیوں کہ عرش پر معاذاللہ حق سُبحانہ بیٹھے ہوئے نہیں ہیں، اگر بیٹھے ہوئے ہوتے تو وہ جگہ سب سے افضل ہوتی"۔ (ص ۱۱۳ امداد الفتاویٰ ج ۶)

اِس پر دیو بندی جماعت کے کسی فرد نے بہت سارے اعتراض کر کے تھانوی صاحب کو مخاطب کیا۔ اس پر تھانوی صاحب نے معترض صاحب کو سات جوابات دیئے اور اُن کو بتایا کہ اُن کا کوئی بھی اعتراض تھانوی صاحب کی مذکورۂ بالا عبارت پر صادق نہیں آتا۔ جن کو تحقیق درکار ہو وہ مذکورہ مقام نِکال کر دیکھ سکتے ہیں۔ طوالت کے پیشِ نظر میں اس کو یہاں نقل نہیں کر رہا ہوں۔

اسی عبارتِ ثلج الصدور پر کسی اور شخص نے بھی اعتراض کیا تھا جو امداد الفتاویٰ ج ۵ ص ۴۰۲ تا ص ۴۰۵ پر مع تفصیلی جواب کے موجود ہے۔ اِس جواب میں بھی تھانوی صاحب نے اِس مسئلے پر کئی پہلوؤں سے بحث کی ہے جو کہ اصل کتاب میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔ تھانوی صاحب اِس لحاظ سے بڑے خوش قسمت تھے کہ ان کے بعض مالدار عقیدتمندوں نے چند آدمیوں کو محض تھانوی صاحب کی علمی اعانت اور اُن کے کام میں مدد کے لئے ماہانہ تنخواہ پر ملازم رکھا ہوا تھا، یہ لوگ تنخواہ پر تھانوی صاحب کے مَلفوظات جمع کرتے تھے، سفر و حضر میں اُن کے ساتھ رہتے تھے۔ اُن کی بہت سی تقریریں بھی جو آج موجود ہیں تنخواہ دار ملازموں

ہی کی جمع کی ہوئی ہیں جس کا اعتراف خود ان کی سوانح حیات بنام اشرف السوانح اور الافاضات الیومیہ میں صاف لفظوں میں کیا گیا ہے، افاضاتِ یومیہ بھی انہی ملازموں کی محنت کا نتیجہ ہے۔ اس کے پیچھے معتقدین اور خود تھانوی صاحب کے کیا مقاصد تھے، اس سے خواص تو واقف ہی ہیں، عوام کو کیا بتایا جائے! اس لئے کہ ع ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی۔ بہر حال تھانوی صاحب کے اس "خود ساختہ (تنخواہ دار کاتبین کے لکھے ہوئے ملفوظات کو اور کیا کہا جائے؟) دفتر سے بھی ہمیں قبرِ پاک رسول کی افضلیت کا ثبوت مل ہی گیا۔ افاضاتِ یومیہ کی جلد ۷ اسے ایک حوالہ پیش کرنے کے بعد آگے بڑھتا ہوں :۔

ایک وعظ میں وہ فرماتے ہیں :۔ "علماءِ اُمّت کا اتفاق ہے کہ جس بقعۂ ارض سے سیّدنا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا جسدِ اطہر مماس ہے وہ عرش سے بھی افضل ہے تو کعبہ سے تو بدرجۂ اولیٰ، اور ظاہر ہے کہ یہ فضیلت اس جگہ میں محض رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اتّصال سے آتی ہے تو خود آپ کی ذاتِ مقدّس تو یقیناً عرش سے افضل ہوگی اور عرش کعبہ سے افضل ہے تو آپ کعبہ سے بھی افضل واعظم ہیں"۔

(صـ ۳۰۶ مواعظِ اشرفیہ ج ۱۷ طبع ملتان)

شبّیر احمد عثمانی

عثمانی صاحب علماءِ دیوبند میں سے ایک ذمّہ دار اور نسبتاً اعتدال پسند شخصیت تھے۔ انہوں نے

فتح الملہم کے نام سے ایک مفید اور طویل شرح مسلم شریف پر لکھی ہے
اس میں ہمارے مبحث اور مضمون پر تقریباً تمام ہی اکابر کے آراء موافقت
اور مخالفت میں نقل کرنے کے بعد ابن قیم جوزی کا ایک بہت ہی طویل
اقتباس دیکر اپنا مسلک اور عقیدہ ان الفاظ میں ثبتِ قرطاس فرماتے
ہیں، عثمانی صاحب کا یہ اقتباس چونکہ نفسِ مسئلہ پر بہت ہی ضروری
اور اہم ہے اِس لئے قدرے طویل ہی سہی ان کی عبارت نقل کرتا ہوں
اور ترجمہ سے صَرفِ نظر کرتا ہوں :-

"ان الكعبة الشريفة هي اشرف بقاع الارض و
افضلها على الاطلاق بحسبِ صفاتها النفسية كما ذكرنا
وهذا لا يمنع ان يكون بقعة اخرى من الارض افضل منها
من حيث ما يعرض لها من امور واحوال خارجة عن
نفس ذاتها كحلول افضل المخلوقات ونزول اشرف الكائنات
اعني رسول الله صلى الله عليه وسلم بها فان الانوار والتجليات
التي يتجلّى بها الحق سبحانه وتعالىٰ لاشرف خليقته على
الاطلاق اعظم واعلىٰ من سائر التجليات التي يتجلى بها
لغيره كائناً ما كان وهذا يستلزم ان يكون كل محل حلّ به
صلى الله عليه وسلم في حياته اشرف وافضل من سائر
البقاع من هذا الجهة"

پانچ سطروں کے بعد پھر فرماتے ہیں:۔

"ان للہ سبحانہ وتعالیٰ اقبالا خاصا عظیما علی روحہ الکریمۃ المشرفۃ علی بدنہ المبارک الحال بقبرہ الشریف لایشارکہ فیہ غیرہ فاما المزیۃ التی تحصل لموضع قبرہ صلی اللہ علیہ وسلم بذلک الاقبال الالہی بتلک الوسائط ھل ھی ازید واعظم مما یحصل للعرش الکریم من التجلی الرحمانی بلاواسطۃ فانی لا اجزم بنفیہ ولا اثباتہ .... لوکان العرش مستوی الرحمٰن بمعنی ان ذاتہ سبحانہ وتعالیٰ قدحلّ بہ حلول المکین (تعالیٰ اللہ عن ذلک وتقدس) لقطعنا ان العرش افضل من سائر بقاع الارض والسماء حتی ضریحہ صلی اللہ علیہ وسلم لظھور ان شرف المکان علی قدر شرف المکین ولکن الامر لیس کذالک" (فتح الملہم جلد ۳ طبع کراچی)

شیخ التبلیغ زکریا سہارنپوری

جماعت تبلیغ کا سب سے مقدّس کلام تبلیغی نصاب

جو فضائل کی کچھ کتابوں پر مبنی ہے اور جسے مسجدوں میں حلقے بنا کر مثل قرآن پڑھا اور سُنایا جاتا ہے، ان کے اِس عمل کے متعلق زیادہ کیا عرض کروں، یہ اس کا موقع نہیں، صرف تبلیغیوں سے ایک سوال

کرتا ہوں اور وہ یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خوارج کے ظہور اور
ان کے بطلان کو واضح طور پر احادیث میں بیان فرمایا ہے اور ان
کی ایک نشانی یہ بیان فرمائی ہے کہ "سیماھم التحلیق"،
(ان کی نشانی تحلیق ہوگی) تحلیق کے بہت سے معانی ہیں، ان میں سے
مشہور معنیٰ بال کٹوانا بھی ہے اور تحلیق کے معنیٰ عربی کی مشہور لغت
میں دیگر مشہور لغات کے حوالے سے "چکر لگانا اور حلقے میں بیٹھنا" بیان
کیئے گئے ہیں، اور میں یہ بات بطورِ چیلنج کہہ سکتا ہوں کہ یہ معنیٰ کہ "وہ
(خوارج) چکر لگائیں گے اور حلقے بنا کر بیٹھیں گے" سوائے جماعتِ
تبلیغ کے کسی اور پر صادق نہیں آتا بلکہ ان کا بنیادی کام ہی حتّٰی کہ
جہادِ اکبر ہی چکر کاٹنا اور حلقے میں بیٹھنا ہے اور عوامِ اہلسنت کی
نصیحت کیلئے عرض کرتا ہوں کہ جب کبھی ان سے سابقہ ہو، اگر آپ ان سے
پوچھیں کہ "آپ وہابی ہیں؟ وہابیت کی تبلیغ کر رہے ہیں؟" تو وہ کبھی بھی
اِس کا اِقرار نہیں کریں گے بلکہ وہابیت اور وہابیوں کی بُرائی اور غیبت
ہی کریں گے، صاف اپنی برأت ظاہر کریں گے اور جب تبلیغی ایسا کریں تو آپ
ان سے کہیں کہ " دھوکا آپ کس کو دے رہے ہیں! آپ کے تمام بڑے حتّٰی
کہ بانیٔ تبلیغ مولوی الیاس، ذکریا سہارنپوری، مولوی یوسف بڑے حجّت،
مولوی منظور نعمانی، ابوالحسن علی ندوی سب کے سب واضح اور غیر مبہم الفاظ
میں اپنے وہابی بلکہ کٹّر اور بڑے زبردست وہابی ہونے کا اقرار کرتے ہیں،

تمہارے اکابر تو اپنے آپ کو وہابی کہنے میں فخر محسوس کریں اور تم سادہ لوح عوام کو پھانسنے کیلئے تقیہ کرتے پھرو!" ثبوت کیلئے ملاحظہ ہو، محمد ثانی حسنی کی کتاب "مولوی محمد یوسف" اور دیگر تبلیغی لٹریچر۔ خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا۔ مولوی ذکریا سہارنپوری تبلیغی نصاب کے حصہ فضائل حج میں فرماتے ہیں؛ "مدینہ طیبہ کی وہ زمین جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک سے متصل ہے، اس میں کوئی اختلاف علماء میں نہیں ہے کہ وہ بالاتفاق سب علماء کے نزدیک سب جگہوں سے افضل ہے۔ ابن عساکر قاضی عیاض وغیرہ حضرات نے اس پر ساری اُمت کا اتفاق اور اجماع نقل کیا ہے کہ یہ حصہ زمین کا بیت اللہ شریف سے بھی افضل ہے، بلکہ قاضی عیاض نے لکھا ہے کہ عرشِ معلّٰی سے بھی افضل ہے۔

(ص ۱۴۸ فضائلِ حج طبع لاہور)

فصل

قارئین کرام! اب حضور سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم ناز اور عنصر پاک کے سب سے افضل ہونے پر ایک دوسرے طریق اور اصول سے بحث شروع کی جا رہی ہے ــــ بموجب تصریحات حدیث ہر شخص اسی عنصر اور مٹی سے پیدا کیا جاتا ہے جہاں وہ دفن ہونے والا ہوتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں قبر کی مٹی ہی اس کی حقیقت اور اصل ہوتی ہے۔ آدمی جہاں کہیں پیدا ہو مگر دفن اسی جگہ ہوتا ہے جہاں کی مٹی سے اُس کی تخلیق ہوئی ہو۔ ع

مزید عقلی اور نقلی شواہد

جاتی وہیں ہے خاک جہاں کا خمیر ہو۔ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے،

منہا خلقناکم وفیہا نعیدکم ومنہا نخرجکم تارۃ اخریٰ

زمین ہی سے ہم نے تمہیں بنایا اور اسی میں تمہیں پھر لیجائیں گے اور اسی میں سے تمہیں دوبارہ نکالیں گے۔

ابونعیم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

ما من مولود الا وقد ذُرّ علیہ من تراب حفرتہ۔

کوئی بچہ پیدا نہیں ہوا جس پر اُس کی قبر کی مٹی نہ چھڑکی ہو۔

خطیب نے کتاب المتفق والمتفرق میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضورِ اقدس صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،

ما من مولود الا وفی سرّتہ من تربۃ التی خلق منہا حتی یدفن فیہا وانا وابوبکر وعمر خلقنا من تربۃ واحدۃ فیہا ندفن

ہر بچّہ کی ناف میں اُس مٹّی کا حصّہ ہوتا ہے جس سے وہ بنایا گیا یہاں تک کہ اُسی میں دفن کیا جائے اور مَیں اور ابوبکر و عمر ایک مٹّی سے بنے، اسی میں دفن ہوں گے۔

امام ترمذی حکیم عارف نوادر میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں کہ فرشتہ جو رحمِ زن پر مؤکل ہے جب نطفہ رحم میں قرار پاتا ہے اُسے رحم سے لیکر اپنی ہتھیلی پر رکھ کر عرض کرتا ہے اے میرے رب! بنے گا یا نہیں؟ اگر فرماتا ہے نہیں تو اُس میں رُوح نہیں پڑتی اور خون ہو کر

رحم سے نکل جاتا ہے اور اگر فرماتا ہے ہاں تو فرشتہ عرض کرتا ہے اے میرے رب اس کا رزق کیا ہے، زمین میں کہاں کہاں چلے گا، کیا عمر ہے، کیا کیا کام کرے گا؟ ارشاد ہوتا ہے، لوحِ محفوظ میں دیکھ کہ تو اس میں اس نطفے کا سب حال پائے گا۔

تاخذ التراب الذی یدفن فی بقعتہ وتعجن بہ نطفتہ فذلک قولہ تعالیٰ منہا خلقناکم وفیہا نعیدکم۔	فرشتہ وہاں کی مٹی لیتا ہے جہاں اسے دفن ہونا ہے، اُسے نطفہ میں ملا کر گوندھتا ہے، یہ ہے مولیٰ تعالیٰ کا وہ ارشاد کہ زمین ہی سے ہم نے تمہیں بنایا اور اسی میں تمہیں پھر لے جائیں گے۔

عبد بن حمید وابن المنذر عطائے خراسانی سے راوی ہیں کہ

ان الملک ینطلق فیأخذ من تراب المکان الذی یدفن فیہ فیذرہ علی النطفۃ فیخلق من التراب من النطفۃ وذلک قولہ تعالیٰ منہا خلقناکم وفیہا نعیدکم	فرشتہ جا کر اُس کے مدفن کی مٹی لا کر اُس نطفہ پر چھڑکتا ہے تو آدمی اُس مٹی اور اُس بوند سے بنتا ہے اور یہ ہے مولیٰ تعالیٰ کا وہ ارشاد کہ ہم نے تمہیں زمین ہی سے بنایا اور اسی میں تمہیں پھر لے جائیں گے۔

دینوری نے کتاب المجالس میں ہلال بن یساف سے نقل کیا ہے،

ما من مولودٍ یولدُ الا وفی سرّتہ من تربۃ الارض التی یموت فیہا	کوئی بچہ پیدا نہیں ہوتا جس کی ناف میں وہاں کی مٹی نہ ہو جہاں وفات پائے گا۔

(ص۹۹ فتاویٰ رضویہ)

امام احمد رضا کی کتاب کے اِس طویل اقتباس سے یہ ثابت ہُوا کہ بموجب احادیث و آثار ہر شخص کے مدفن کی مٹی ہی اُس کی حقیقت اور عنصر اصلی ہوتا ہے اور جب یہ صحیح ہے تو آئیے اِس پہلو اَور حوالے سے بھی مدفنِ مصطفٰے اور ضریحِ رسول علیہ التحیۃ والتسلیم کا جائزہ لیں اور دیکھیں مدفنِ رسول کی مٹی کی حقیقت کیا ہے۔ اِس سلسلے میں مختلف روایات اور آثار سامنے آتے ہیں جن میں سے کچھ کو ہم یہاں نقل کرتے ہیں۔

شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابنِ عبّاس رضی اللہ عنہ سے نقل فرماتے ہیں :-

اصل طینۃ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من سرۃ الارض بمکۃ	حضور سیّدِ کائنات محمدِ عربی صلّی اللہ علیہ وسلّم کا عنصرِ پاک اور جسمِ ناز زمین کے وسطی اور سب سے پاکیزہ اور عمدہ ترین حصّہ سے تھا جو کہ مکّہ میں ہے۔

(صہ ۴۶ عوارف المعارف طبع بیروت)

وہ وسطی حصّہ کیا ہے اور وہ پاکیزہ ترین اور عُمدہ ترین مٹّی کیا ہے اس کے متعلّق امام ابن حجر مکّی شیخ شہاب سہروردی ہی سے نقل کرتے ہیں :-

ھو صلی اللّٰہ علیہ وسلم انما خلق من الطینۃ التی خلقت منھا الکعبۃ الشریفۃ۔	حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم اُسی عنصر اور حقیقت سے پیدا کیے گئے تھے جس سے کعبہ شریف بنایا گیا۔

(صہ ۳۲ الجوہر المنظم)

یعنی وہ سب سے پاکیزہ اور عُمدہ حصّہ جس سے حضور کے جسمِ پاک کی تخلیق ہُوئی وہی ہے جس سے کعبہ بھی تخلیق کیا گیا۔

اب یہاں ایک سوال یہ اُٹھتا ہے کہ احادیث کے مطابق تو ہر انسان اُسی جگہ دفن ہوتا ہے جہاں کی مٹّی سے وہ پیدا کیا گیا۔ اَب اگر حضور سیّد کائنات باعثِ تخلیقِ کُل صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم اُس عنصر اور حقیقت سے پیدا کئے گئے تھے جس سے کعبہ کی تخلیق ہُوئی تو آپ کا مدفن کعبہ میں ہی ہونا چاہیئے تھا جبکہ آپ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم مدینہ طیّبہ میں مدفون اور آرام فرما ہیں!

اِس اشکال کو واقعات کی روشنی میں علّامہ آلوسی اِس طرح حل فرماتے ہیں:۔

ان التراب الذی خلق منہ	اصل میں بات یہ ہے کہ حضور کی تخلیق اُسی
نبیّنا صلی اللہ علیہ وسلم	عنصر سے ہوئی جس سے کعبہ تخلیق کیا گیا مگر
کان من الکعبۃ الا انہ نقل	وہ تراب طوفان کے وقت منتقل ہو کر اس
فی الطوفان الٰی محل قبرہٖ	جگہ جا پہنچی جہاں اب آپ کی قبرِ پاک ہے۔

الشریف۔ (صٓ ۲۰۸ روح المعانی جلد ۱٦)

برادرانِ ملت! علّامہ آلوسی کے اِس اقتباس سے سارا عقدہ حل ہوگیا اور یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی کہ قبرِ پاک کی مٹّی دراصل کعبہ ہی کی مِٹّی ہے اور عظمت و فضیلت میں وہ کعبہ کے مِثل تو ہے ہی مگر اس پر مستزاد یہ کہ جب اسے اشرفُ المخلوقات اور سیّدِ کائنات علیہ التحیۃ والتسلیمات کی ذاتِ مقدّس و بابرکات سے نسبتِ مساس حاصل ہوگئی تو وہ کعبہ سے بھی

افضل ہوگئی بلکہ افضلیت میں عرشِ اعظم کو بھی پیچھے چھوڑ گئی طوفان میں ترابِ قبر کے منتقل ہو کر مدینہ پہنچ جانے کا صاحبِ عوارف نے بھی ذِکر کیا ہے، فرماتے ہیں :- "ان الماء الذی کان علیہ العرش لما تموج رمی الزبد الی النواحی فوقعت طینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالمدینۃ۔" (عوارف ص ۲۱۹ فتح الملہم)

خلاصۂ بحث

حضرات قارئین! آپ نے اب تک جو عقلی اور نقلی شواہد اور دلائل و آثار ملاحظہ فرمائے ان سے ظاہر ہے کہ کس کثرت کے ساتھ مختلف مکاتیبِ فکر کے علماءِ اُمّت اور محققین مذہب بیان فرما رہے ہیں کہ حضور سیّدِ کائنات محمّدِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا مرقدِ پاک اور آپ کے جسمِ ناز کو مَس کرنے والا حصۂ زمین تمامہ کائنات حتّیٰ کہ کعبہ و بیت المقدس اور عرش و کرسی سے افضل و اعلیٰ ہے۔

اب تک جو بحث پیش کی گئی اس کا خلاصہ اور لبِ لباب یہ ہے :-

۱ افضلیت کا معیار حضور مفخرِ موجودات علیہ الصّلوٰۃ والسلام کی ذات ہے۔ جن جن اشیاء کو حضور سے نسبت ہوگئی وہ افضل ہوگئیں۔ علماءِ امّت صاف تصریح فرما رہے ہیں کہ ہر چیز کو شرف و کرامت حضور سے ملتا ہے۔ حضور کی ذات اس سے بہت اعلیٰ ہے کہ

مخلوقات میں سے کسی شے سے آپ کو شرف و فضیلت ملے۔ اِس معنی پر شیخ ابن ابی جمرہ اور علامہ ابن الحاج مالکی صاحب مدخل کی عبارات پہلی سرخی کے تحت "افضلیت کا معیار" کے زیر عنوان پیش کی گئیں، اور اگر اس کو مزید واقعات و شواہد سے مزین کیا جائے اور ہر ہر حوالے سے جو احادیث میں اور علماء کی کتابوں میں یا فضائل مصطفٰے کے باب میں بیان ہوئے ہیں لکھا جائے تو صرف اسی ایک عنوان پر ایک کتاب بن جائے۔ اِس موضوع پر علامہ نبہانی کی کتاب جواہر البحار شریف سب سے بہترین ہے۔ کتاب و سُنّت سے اگر دیگر دلائل بالفرض موجود نہ بھی ہوں تو صِرف یہ اصول اور مسلّمہ قاعدہ ہی ہمارے دعوے پر روشن دلیل ہے۔

٢ مرقدِ رسول کے اُس خاص حصّے کے عرش و کرسی سے بھی افضل ہونے پر خود حضور کا یہ فرمان کافی ثبوت ہے کہ سب سے پسندیدہ اور محبوب زمین ہی میں میری قبر ہو گی، اور ہم نے حدیث سے ثابت کیا کہ حضور کا یہ فرمان اس حصّۂ زمین کے اللہ تبارک و تعالیٰ کے نزدیک بھی سب سے محبوب و پسندیدہ ہونے کو لازم ہے۔

٣ کسی جگہ یا مقام کا فضل و کمال وہاں نازل ہونے والے انوار اور فیضانِ تجلّیاتِ الٰہی کی نسبت سے ہوتا ہے۔ کعبہ بھی انوارِ الٰہی کا مرکز ہے، بیت المقدّس بھی اور عرشِ الٰہی بھی فیضانِ خداوندی کا بہترین

مرکز اور جلوہ گاہ ہے لیکن جیسا کہ علامہ شبیر احمد عثمانی دیوبندی کا طویل اقتباس پیش کیا گیا جو انوار و فیضان اور تجلیات و کرامات حضور کی ذات پر نازل ہوتے ہیں، کائنات کی کسی شے پر نہیں ہوتے۔ جس کا مفاد معنی یہ ہے کہ جہاں حضور تشریف رکھیں وہ جگہ بھی نازل ہونے والی تجلیات و انوار کی برکت سے سب سے اعلیٰ و افضل ہو جائے۔ ھٰذا ھو المقصود۔

۴ ہم یہ نہیں کہتے کہ اس خاص خطے اور حصے کو ہمیشہ سے یہ مقام حاصل رہا ہے بلکہ یہ کہتے ہیں کہ اس حصۂ زمین کو یہ عزت حضور کے وہاں دفن ہونے کے بعد سے ہے جیسا کہ علامہ خفاجی کی عبارت میں گذرا۔

۵ کعبہ مقدسہ کی زمین کا مقام اور حرمت احادیث و آثار سے ثابت ہے اور جب یہ بھی ثابت کیا جا چکا ہے کہ حضور کی تخلیق اور عنصرِ پاک کی ترتیب بھی اسی طینت اور مادہ سے ہوئی ہے جس سے کعبہ ہے، تو کم از کم اتنی کرامت اور فضیلت تو اصل تخلیق جسد ہی میں حضور کیلئے بھی ثابت ہے جتنی کہ کعبہ کیلئے ہو سکتی ہے، پھر اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے، اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات و صفات کے مظہرِ اتم ہونے کی حیثیت سے اور لامتناہی کمالات کے حاصل ہونے کی نسبت سے جو انوار و تجلیات اور فیوض و برکات آپ پر نازل ہوتے ہیں اور اس کی نسبت سے جو مقام و مرتبہ آپ کا بنتا ہے، کون ہے جو اس کا اندازہ بھی کر سکتا ہے؟ اس کے بعد پھر اسی ایک دلیل اور ثبوت ہیں کہ حضور کی تخلیق کعبہ ہی

کی حقیقت سے ہے، اس قاعدہ اور اصول کو بھی شامل کر لیا جائے
کہ افضلیت اور انتہائے کرامت اور بلند ترین رتبے کا معیار حقیقتِ
محمدیہ ہی ہے تو معنیٰ یہ ہوئے کہ اصل خلقت بشری میں جسمِ پاکِ محمد
رسول اللہ ہونے سے پہلے ہی حضور کی طینت اور مادۂ اصلیہ کا
رتبہ کعبہ شریف کی عظمت سے کسی طرح کم نہ تھا مگر جب اسے حقیقتِ
پاکِ مصطفیٰ کا محل اور مرکز بننے کا شرف حاصل ہوا تو وہ طینت اور
مادۂ جسمیہ محض کعبہ کا مادہ اور اصل نہ رہا بلکہ حقیقت محمدیہ علیہ التحیۃ
والثناء کی نسبت اور واسطہ سے عرش سے بھی افضل ہو گیا۔

۶ اصولِ شرعیہ اور قواعدِ دینیہ کی روشنی میں غزالیٔ دوراں حضرت
علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمۃ کے حوالے سے قرآنِ پاک کی
یہ دلیل بھی دی گئی کہ قرآن فرماتا ہے کہ شکر کے نتیجہ میں درجات
بلند کیئے جاتے ہیں اور جمہور اہل اسلام کا مسلک ہے کہ آسمان
زمین سے افضل ہیں تو چاہیئے تھا کہ حضرت عیسیٰ جو آسمانوں پر تشریف
فرما ہیں ادائے شکر کے نتیجہ میں اُن کو مزید بلندی اور رفعت پر
لے جایا جاتا یہاں تک کہ بلندیٔ درجات کے طور پر انہیں عرش
پر مقام دیا جاتا، مگر جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے، حضرت
عیسیٰ کو جوارِ مصطفیٰ میں اور پہلوئے محمد رسول اللہ میں جگہ دی جائے
گی۔ اِس سے پتہ چلا کہ جو مقام جوارِ رسول کا ہے وہ عرش کو بھی

حاصل نہیں۔ اسی طرح غزالیٔ زمان، رازیٔ دوران علاّمہ کاظمی علیہ الرّحمۃ ایک اور عقلی دلیل بھی دیتے ہیں جو دراصل شرعی قیاس ہے اور اصولِ دینیہ ہی سے ماخوذ و مستنبط ہے۔ آپ فرماتے ہیں، اللہ تبارک وتعالیٰ کا وعدہ ہے :۔

وللاٰخرۃ خیرٌ لک من الاُولیٰ — اے محبوب! تیری ہر آنے والی گھڑی پچھلی گھڑی سے بہتر ہوگی۔

اِسی لئے علماء فرماتے ہیں، "حضور ہر آن درجات کی ترقّی میں ہیں، ہر لحظہ آپ کا مقام و مرتبہ بڑھتا ہی جا رہا ہے۔"[۱]

قرآنِ پاک کی اِس آیت کی روشنی میں کہا جا سکتا ہے کہ جب حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رُوح پاک جسمِ محمّدی سے نکالی گئی اور وعدۂ الٰہیہ کو پورا کرنے کے لئے آپ پر موت طاری کی گئی تو چاہیئے تو یہ تھا کہ آپ کی رُوح ایسے مقام پر لے جائی جاتی جو جسمِ محمّدی سے اعلیٰ و افضل ہوتا، یہاں تک کہ عرش پر رُوحِ محمّدی کو قرار دیا جاتا

حاشیہ ۱: حضرت ملاّ علی قاری اِس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں :۔ خیر لک من الاولیٰ ایماءٌ الیٰ انہ دائما فی الترقی الی الدرجات العلی۔ (ص۸۴ شرح شفا ج ۱) یعنی اِس آیت میں اشارہ ہے کہ حضور کے درجات میں ہمیشہ ترقی ہو رہی ہے اور ہوتی رہے گی، اِسی طرح علاّمہ سیّد محمود آلوسی "واستغفر لذنبک وللمؤمنین والمؤمنات.... الآیہ" کے تحت فرماتے ہیں : ان لنبیّنا صلی اللہ علیہ وسلم کل لحظۃ عروجانی مقام اعلیٰ مما کان فیہ (ص۵۵ روح المعانی جلد ۲۶) یعنی ہمارے نبی کے لئے ہر لحظ اپنے مقام سے ایک اعلیٰ مقام کی طرف عروج ہے۔

تاکہ "وللآخرۃ خیرلک من الاولیٰ" کا وعدہ بھی پورا ہوجاتا' مگر نہیں بلکہ وعدہ پورا کرنے کے لئے روحِ پاک کو جسم سے نکالا گیا اور واپس جسمِ پاکِ مصطفےٰ ہی میں اس امانت کو لوٹا دیا گیا، اِس استدلال سے جہاں **حیات النبی** کا ثبوت فراہم ہو رہا ہے وہیں یہ بات بھی دلالۃً ثابت ہو رہی ہے کہ روحِ محمدی کا مرکز جسمِ محمدی ہے اور جسمِ محمدی قبرِ پاک میں موجود ہے تو اِس سے پتہ چلا کہ یہ وہ مقام ہے جو عظمت و فضیلت میں کرامت و بزرگی میں عرشِ اعظم کو بھی شرمارہا ہے اور یہ وہ خطۂ زمین ہے جو جسمِ پاکِ مصطفےٰ اور روحِ پاکِ حبیبِ کبریا کو اپنے دامن میں لئے عرش و کرسی پر بھی فخر کر رہا ہے ؎

زمین عرشِ بریں کا جواب لگتی ہے
یہ بارگاہِ رسالت مآب لگتی ہے

(فاروق اختر مالیگ)

کتبہٗ: ابوالمسعود ★
مالیگاؤں (انڈیا)

رِیسرچ اینڈ پبلشنگ بورڈ کی

عظیم پیشکش

ابوزہرہ رضوی

کی آنے والی کتابیں

- امام احمد رضا اور ملّا علی قاری — مُنتظِرِ طباعت
- امام احمد رضا اور علّامہ مناوی — مُنتظِرِ طباعت
- امام احمد رضا اور شیخ محقّق دہلوی — مُنتظِرِ طباعت
- علّامہ آلوسی اور اُن کا مقامِ تحقیق — مُنتظِرِ طباعت
- مسلکِ اقبال و رضا — مُنتظِرِ طباعت
- شیخ محقّق کے کارنامے — مُنتظِرِ طباعت

ٹائٹل :- اطہر آرٹ نیاپورہ مالیگاؤں (مہاراشٹر) انڈیا